رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اخبار الحکم قادیان

ہفتہ وار

دور جدید

پیر گویم با تو از آئی پیمادر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۴۳ | ۲۸ نومبر ۱۹۴۰ء / ۷ دسمبر | ۲۸ نبوت ۱۳۱۹ ہش / ۷ فتح | ۲۸ شوال ۱۳۵۹ھ / ۷ ذیقعدہ | نمبر ۱۰ / ۱۱

تحریک جدید کے ساتویں سال کا آغاز

لَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَہَا مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے باوجود علالت طبع کے جس میں پیچش کی خرابی کے ساتھ حرارت کی بھی شکایت تھی۔ خود تشریف لاکر خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور قوم کو اس عظیم الشان تحریک کی طرف توجہ دلائی۔

تحریک جدید کی خوبیاں جماعت پر بالکل واضح ہو چکی ہیں۔ اور جماعت کو خود اس امر کا اعتراف ہے۔ کہ یہ تحریک سلسلہ کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے حضرت امام نے منشاء الٰہی کے ماتحت فرمائی۔ چنانچہ اس امر کی دلیل کہ یہ تحریک خدائی تحریک ہے۔ اس تحریک کے سارے شعبوں کی کامیابی ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود اس کی قبولیت دلوں میں رکھ دی۔ اور ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ جس سے لوگوں کے اندر ایک روح سابقت پیدا ہو گئی۔ اور وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ اس پاک تحریک میں جو لوگ گذشتہ سالوں میں حصہ لینے کے بعد اب سست ہوں گے۔ ان کی مثال اس عورت کی مثال ہے۔ جس کا قرآن کریم میں ذکر کیا گیا۔ کہ

لَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَہَا مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا

مومنین کا قدم تو انشاء اللہ حضرت امام کے قدم کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھے گا۔ اور وہ زبان عمل سے کہہ اٹھیں گے ؎

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

اس موقع پر حضرت امام کی تقریر کا خلاصہ قارئین کرام کے ازدیاد ایمان کے لئے شائع کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:-

"میں سمجھتا ہوں۔ اس کے متعلق اتنی بار اور اتنے رنگ میں اور اتنے تواتر سے تحریک کی جا چکی اور اس کی تفصیلات بیان ہو چکی ہیں کہ درحقیقت اب کسی لمبے خطبے اور واضح بیان کی ضرورت نہیں جو لوگ چھ سال تک اس تحریک میں مسلسل حصہ لیتے رہے ہیں۔ درحقیقت انہیں کسی خاص تحریک کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ کوئی احمق ہی ہوگا۔ جو اس کمند کو توڑ دے۔ جبکہ دو چار ہاتھ لب بام رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا۔ کہ تم اس عورت کی طرح مت بنو۔ جو سوت کات کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تم ایسا نہ کرو۔ کہ ایک نیک کام شروع کرو۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہ ختم ہو اسے چھوڑ دو۔ پس ایسے لوگوں کو میرے نزدیک چنداں تحریک کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر کسی دل میں کسی قسم کی قبض ہو گی۔ تو اس کے پچھلے چھ سال اسے خود بخود تحریک کرنے کے لئے کافی ہونگے وہ کہیں گے۔ کہ کیا اگلے چار سالوں کی خاطر تم ہیں بھی برباد کرنے لگے ہو۔

البتہ ایک گروہ ایسا ہے۔ جو تحریک کا محتاج ہے۔ اس میں وہ بچے شامل ہیں۔ جو اب بلوغت کو پہنچے ہیں۔ یا وہ طالب علم ہیں۔ جو پہلے برسرکار نہیں تھے۔ مگر اب برسرکار ہو چکے ہیں۔ یا وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس پہلے مال نہیں تھا۔ مگر اب خدا نے انہیں مال دے دیا ہے۔ یا وہ لوگ ہیں۔ جو پہلے مقروض ہونے کی وجہ سے اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے۔ مگر اب قرض اتار چکے۔ اور اس قابل ہو گئے ہیں۔ کہ اس تحریک میں حصہ لے سکیں۔ یہ اور اسی قسم کے وہ تمام لوگ جو پہلے کسی معذوری کی وجہ سے اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکے۔ نئی تحریک کے محتاج ہیں۔ اور میں آج انہیں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ وہ اب پچھلا سفر طے کر کے ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اگر اب بھی وہ شامل نہ ہوئے تو ان کے لئے اس میں شمولیت اور بھی کٹھن ہو جائیگی

[illegible] سٹروں کا سفر ہے۔ جن میں سے چھ گذر چکی
[illegible] چار باقی ہیں۔
[illegible] یہ سفر خاتمہ کے قریب پہنچ گیا۔ اور
[illegible] کر اب مجاہدین کا لشکر نیچے اتر رہا ہے
[illegible] کہ سفر ختم ہو جائے۔ اور تمہارے لئے
[illegible] باقی رہ جائے گی"۔

[illegible] وہ جو ہمارے امام کی آواز پر لبیک کہتے
[illegible] بڑھتے ہیں۔ کہ اس میں ہی الٰہی سلسلہ کی مضبوطی
[illegible] ہے۔ اور اسی میں ہماری زندگی اور حیات کا راز مضمر ہے

نوٹ

حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ کہ تمام وعدوں کی فہرستیں
[illegible] تک آجانی چاہئیں۔ اور فہرستوں کے ساتھ
[illegible] ہے۔ کہ فہرستیں نہ صرف افراد کے لحاظ سے
[illegible] کی زیادہ ہوں۔ بلکہ چندہ کے لحاظ سے بھی زیادہ ہوں۔

ضروری اعلان

خریداران الحکم کے ذاتی علم کے لئے

[illegible] خریداران الحکم نوٹ فرمالیں۔ کہ سر دست الحکم پندرہ [illegible] ۱۲ صفحات پر شائع ہوا کرے گا۔ یہ نمبر دو نمبروں کا [illegible] ہوگا۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس وقت اخبار کا حجم ۶ [illegible] کا ہوگا۔ اور ۱۲ صفحات دو نمبروں کے مجموعے کے [illegible] ہوں گے۔

[illegible] اس سال کا آخری نمبر ۲۱ دسمبر سنہ کو شائع ہوگا [illegible] کے ساتھ جلد ۴۳ ختم کر دی جائے گی۔ اس طرح جلد ۴۳ [illegible] مجموعی صرف ۴۳ نمبر ہوں گے۔

[illegible] احباب نے سال رواں میں قیمتیں ادا کی تھیں۔ یا [illegible] کر رہے ہیں۔ ان کے اطمینان کے لئے لکھا جاتا ہے [illegible] حساب الحکم کی جلد ۴۳ کے ختم ہونے کے ساتھ ختم [illegible] ہو جائے گا۔ بلکہ ان کو ۱۹۴۱ء کی جلد ۴۴ کے نمبر [illegible] تک اسی حساب میں ملتے رہیں گے۔ جب تک ان کی [illegible] ہو جائے۔

[illegible] جلد ۴۴ کا پہلا پرچہ حسب معمول ۴ جنوری ۱۹۴۱ء [illegible] شائع ہوگا۔ ۲۱ دسمبر سنہ سے ۴ جنوری ۱۹۴۱ء تک [illegible] وقفہ ہے۔ اس سے احباب یہ خیال کر لیں کہ اخبار رک [illegible] ہے۔ ہر سال اتنا وقفہ ہو جایا کرتا ہے

اس نمبر کی اشاعت میں تاخیر

[illegible] پرچہ دو پیسہ کا ٹکٹ لگا کر روانہ کیا گیا تھا۔ چونکہ [illegible] کی رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے رجسٹر ایل نمبر [illegible] تھی۔ اس لئے دو تین دن کی تاخیر سے پرچہ پوسٹ [illegible] کیا جا رہا ہے۔

وی پی

میں پہلے بھی اعلان کر چکا ہوں۔ کہ اخبار کے زندہ [illegible] کے لئے خریداروں کا تعاون ضروری ہے۔ اس غرض [illegible] احباب کی خدمت میں وی پی کئے جا رہے ہیں۔ [illegible] وصول فرما کر ممنون فرماویں۔ (محمود احمد عرفانی)

(بقیہ مضمون کالم ۴)

[illegible] سے پہلی وصیت بابا محمد حسن صاحب نے کی۔ اور اپنا [illegible] وصیت میں اسی وقت دیدیا۔ اس لئے ان کی وصیت پہلے [illegible] وصیت ہے۔ مدرسہ احمدیہ کھلنے پر اپنے بیٹے کو فوراً اس [illegible] داخل کرا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک

یوم پیشوایان مذاہب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک گمشدہ سچائی کے اظہار کے لئے سال میں ایک دن مقرر فرمایا تاکہ احمدیہ جماعت کے لوگ اس امر کا اظہار کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے راستباز اس آیت شریفہ کے ماتحت کہ لکل قوم ھاد ہر قوم میں ہادی و راہنما بھیجے گئے ہیں۔ دیگر قوموں کے بانیوں کی سچائی اور ان کی پاکیزہ زندگی کا ذکر کیا جائے۔ تاکہ اس امر کا اعلان ہو۔ کہ ہم ہر ایک سچائی اور ہر ایک خوبی کو مانتے ہیں۔ نیز اس طریق سے ہندوستان میں رہنے والی قومیں ایک دوسرے کے قریب ہو سکیں۔ اور آپس میں تباغض و تحاسد دور ہو سکے۔ ہمارے ملک میں بہت سے فسادات کی جڑ مذہبی دل آزاری ہے۔ کسی جگہ مسجد اور باجے کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ کہیں اذان کا سوال ہے۔ کہیں دسہرہ اور ہولی پر فساد ہو جاتا ہے۔ اور کہیں محرم پر فساد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی چیزیں مذہب سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتیں۔ مگر ان چیزوں کو مذہب کا رنگ دے دیا گیا ہے۔ ان میں سے سب سے اہم چیز یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بسنے والی اقوام ایک دوسرے مذہب کے پیشواؤں کا احترام نہیں کرتیں۔ اس ملک میں میں ہزار ہا کتب۔ رسالے۔ ٹریکٹ۔ اخبارات کے مضامین پیشوایان مذاہب کی توہین کے لئے نکلتے ہیں۔ اور ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو ایسے گندہ طبع لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اور یہ چیز جڑ ہے ان تمام فسادات کی۔ جب تک ہمارے ملک میں یہ روح رہے گی۔ اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ملک میں امن کے لئے اور رواداری کے جذبات پیدا کرنے کے لئے۔ قوموں کی منافرت دور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لوگ بانیان مذاہب اور پیشوایان عالم کو اچھے الفاظ سے یاد کریں۔ ان کی تعظیم کریں۔ اور ان کی پاکیزہ تعلیم کا ذکر کریں۔ اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ روح اگر سب مذاہب کے ماننے والوں میں پیدا ہو جائے۔ تو ہمارا ملک اتحاد۔ محبت اور یک جہتی کا ایک بے نظیر نظارہ پیش کر سکے گا۔

خدا کا شکر ہے۔ کہ اس عظیم الشان کام کی بنیاد بھی جماعت احمدیہ کے موجودہ امام نے رکھی۔ ہم کو امید ہے کہ آگے چلکر اس پر ایک بہت بڑا

قصر امن اور حصار عافیت

تعمیر ہو سکے گا۔

یکم ماہ فتح مطابق یکم دسمبر قادیان میں مقامی انجمن نے زیر صدارت جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ مسجد اقصےٰ میں ایک اجلاس منعقد کیا۔ حاضرین کی تعداد بہت کافی تھی۔ اور مستورات بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی حرم ثانی کے مکان میں بیٹھ کر تقریریں سنتی رہیں۔ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ پہلی تقریر حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی گوتم بدھ کے متعلق ہوئی۔ مفتی صاحب کے بعد پنڈت گور پرشاد صاحب شاد نے ایک مضمون رادھا سوامی مت کی تعلیم کے متعلق پڑھکر سنایا۔ پھر ڈاکٹر منظور احمد صاحب بھیروی نے ایک لطیف نظم سنائی۔ پھر گیانی دیوان سنگھ صاحب امرت سری نے حضرت بابا نانک کی سیرت کے متعلق تقریر کی۔ پھر حافظ شفیق احمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نظم پڑھی۔ ان کے بعد حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک تقریر فرمائی۔

اس کے بعد جناب قیس مینائی صاحب نے ایک نظم "وہ کون ہے" نہایت کیف انگیز ترنم کے ساتھ پڑھی۔ انہوں نے اس نظم کو اس انداز سے پڑھا۔ کہ وہ حاضرین پر چھا گئے۔ اور انہوں نے ہر ایک سے اپنے اشعار کا خراج تحسین وصول کیا۔

ان کے بعد پنڈت دولت رام صاحب جو قادیان کے سناتن دھرمی حضرات میں ایک سرکردہ ہیں نے سری کرشن جی مہاراج اور سری رام چندر جی مہاراج کی سوانح پر اپنا تحریری مضمون پڑھا۔

پنڈت جی نے اس امر کو سراہا۔ کہ یہ قدم جو پیشوایان مذاہب کی سیرت کے متعلق اٹھایا گیا ہے۔ نہایت مبارک قدم ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے مستقل شکل دی جائے۔

ان کے بعد خاکسار محمود احمد عرفانی نے حضرت کرشن جی کی پاکیزہ زندگی کے بعض حالات بیان کئے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں کرشن جی کی تعلیم کے کچھ پہلو بیان کروں۔ مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے بیان نہ کر سکا۔ اب میرا خیال ہے۔ کہ میں اس مضمون کو مکمل کر کے الحکم میں شائع کر دوں۔

میرے بعد جناب پنڈت عبداللہ دین سلام نے حضرت کنفیوشس کے حالات نہایت لطیف طریق پر بیان کئے۔ ان کے بعد جناب قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے حضرت زرتشت کے اخلاق اور حالات پر لطیف تقریر فرمائی۔

ان کے بعد جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے صدر جلسہ نے ایک تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے نہایت ضروری ہدایات فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے سے مفید نتائج پیدا ہونے کا یقین ہے۔

بالآخر

ایک بجے یہ مفید جلسہ دعا پر ختم ہوا۔ اس جلسہ میں بہت سے ہندو اور سکھ حضرات نے بھی شرکت کی۔

تعارف

میں چاہتا ہوں۔ کہ الحکم میں ایک کالم تعارف کے عنوان سے قائم کروں۔ اس سے جماعت کے احباب۔ تجار۔ اور دیگر طبقات کے لوگوں کو وقتاً فوقتاً متعارف کراتا رہوں۔ اس سے بہت ضروری معلومات آپ کو ملتی رہیں گی۔ (ایڈیٹر)

بابا محمد حسن صاحب

دفتر الحکم کے بالکل قریب ہی میاں محمد حسن صاحب رہتے ہیں۔ جو لوگوں میں بابا محمد حسن صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ مولوی رحمت علی صاحب انچارج مبلغ جاوا سماٹرا و جزائر انڈونیشیا کے والد بزرگوار ہیں۔ بہت پرانے آدمی ہیں۔ عمر تقریباً ستر بہتر سال ہوگی۔

ابتدائی زمانہ میں ریویو آف ریلیجنز کے دفتر میں بطور دفتری بھی کام کیا۔ اور یہ کام بھی خدمت دین کے خیال سے ہی کرتے رہے۔ پھر تبلیغ کی غرض سے اپنی زندگی وقف کی۔ اور سالہا سال تک بطور مبلغ کام کرتے رہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت لکھی۔ اور مقبرہ بہشتی کے نام وصیتیں کرنے کا ارشاد فرمایا (دیکھو کالم ۲)

[illegible] ۱۱۰۰ کے [illegible] سکتے ہیں۔ اور کوٹ سے برکت حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر سال

سیرت المہدی کا ایک ورق

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی مہاجر قادیان کی قلم سے

میرا نام محمد اسمٰعیل ہے۔ میرے والد صاحب کا نام شیخ مہتاب ہے۔ میرا سابق وطن سرساوہ ضلع سہارنپور ہے۔ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود کی ۱۸۹۲ء میں بیعت کی۔ اور اسی سال حضور کی پہلی زیارت سے مشرف ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مریدوں میں کیا تبدیلی کی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادموں میں اپنی قوت قدسیہ سے یہ اثر پیدا کر دیا تھا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے۔ اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست کو اختیار نہیں کرتے تھے۔ اور حق کہنے سے رُکتے نہیں تھے۔ اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے۔ اور اخلاق فاضلہ کے کے ایسے خوگر ہو گئے تھے۔ کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے۔ کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو بات ہی الگ ہے۔ خود آپ کے خدام سے خدا تعالیٰ کا یہ معاملہ تھا۔ کہ اُن کے دشمن ذلیل و خوار ہو جاتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی معیت آپ کے خدام کے ساتھ ہر وقت رہتی تھی۔ آپ کے خدام میں ایک خفی نشا۔ وہ حق کہنے سے نہ رکتے تھے۔ اور کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔

---o---

اعمال صالحہ کا یہ حال تھا۔ کہ اُن کے دل محبت الٰہی سے اُبلتے رہتے تھے۔ اور جو بھی کام کرتے تھے۔ خالصتہً للہی سے ہی کرتے تھے۔ ریاکاری جیسی ناپاکی سے بالکل متنفر رہتے تھے۔ کیونکہ ریاکاری کو حضرت اقدس خطرناک بداخلاقی فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ انسان اس سے منافق بن جاتا ہے۔

---o---

میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں کے پردے کبھی اوپر اُٹھے ہُوئے نہیں دیکھے تھے۔ ہمیشہ آپ کی آنکھوں کے پردے آپ کی آنکھوں کو ڈھانکے ہی رکھتے تھے۔ اتنی حیا آپ کی آنکھوں میں تھی۔ مگر جب کبھی اللہ تعالےٰ کے کسی دشمن یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ کرتے تو آپ کی آنکھوں کے پردے بالکل اوپر اُٹھ جاتے تھے۔

---o---

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو اتنی محبت تھی۔ کہ جب کبھی آپ آنحضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر فرماتے۔ تو آپ فرماتے۔ اگر یہ پاک رسول دنیا میں نہ آتا۔ تو دنیا میں ہدایت ہی باقی نہ رہتی۔ گمراہی ہی گمراہی ہوتی۔

---o---

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو اخلاق رذیلہ سے بچنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم اللہ کے مظہر بنو۔ اور اخلاق فاضلہ اختیار کرو۔ تا اللہ تعالےٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے۔ ہم نے تو اپنے خدا کو ماں سے زیادہ محبت کرنے والا دیکھا ہے۔

---o---

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق ہی ایسے تھے۔ کہ جس نے غور سے آپ کے اخلاق کو دیکھا۔ وہیں سر تسلیم خم ہو جاتا تھا۔ اور آپ کی محبت میں چور ہو جاتا تھا۔ اور آپ کی جدائی کو پسند ہی نہ کرتا تھا۔ اور دھونی رما کر آپ کے قدموں میں گر جاتا تھا۔ اور گیند کی طرح لوگوں کی ٹھوکریں کھا کر بھی آپ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا۔ یہ تھے میرے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق حسنہ۔

---o---

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بدظنی سے بچنے کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ بدظنی کرنے والا کبھی بھی نور ایمان سے منور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بدظنی خطرناک بداخلاقی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ سے بھی ناامید کر دیتی ہے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ بدظنی سے بہت بچے۔ بدظنی کرنے والا خدا کی پاک جماعت میں شامل نہیں رہ سکتا۔ یہی الٰہی سلسلہ کی پہچان ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اپنی جماعت کو یہی نصیحت فرمائی۔ کہ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کو ہی معرفت الٰہی کا ذریعہ یقین کریں۔ اور اس کے بتائے ہُوئے ہی اعمال صالحہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے انہی اعمال کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ انسان کو دنیا کی آخرت کی بھلائی تک پہنچاتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ یہی وہ آخری کتاب ہے جس کے برکات کا ذکر تمام دنیا کے راستبازوں کی زبان نے کیا اور تصدیق کی ہے۔ پس ہماری جماعت اسی پاک کتاب کو اپنا دستور العمل بنالے۔ جس کا نام قرآن کریم ہے۔ اس میں ایسی تعلیم بھری ہُوئی ہے۔ جو کہ انسان کو معرفت الٰہی کے آخری نقطہ تک پہنچا دیتی ہے۔ کہ جس کے آگے اور کوئی نکتہ باقی ہی نہیں رہتا۔ بندہ خدا میں اور خدا بندہ میں پنہاں ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جس کو صوفیا کی اصطلاح میں فنا فی اللہ کا مقام کہا جاتا ہے۔ پس اے دوستو قرآن کریم میں ہی وہ تعلیم ہے۔ جس پر چل کر دنیا میں ہر انسان اپنے آپ کو بھی امن میں رکھ سکتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی امن دے سکتا ہے۔ یہی وہ پاک تعلیم ہے۔ جو انسان کو کامل طور سے بھلائی کی راہ پر چلا کر حق اللہ اور حق العباد کے حقوق کی تعلیم دیتی ہے۔ اور اسی دنیا میں خدا سے ملا کر ایسے ایسے محبت الٰہی کے جام پلاتی ہے۔ کہ جن کو پی کر دنیا کے ہموم و غموم سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ اے دوستو میں تمہیں کس طرح یہ یقین دلاؤں۔ کہ یہی تعلیم ایسی تعلیم ہے۔ جس پر چلکر ہر انسان دنیا کی تمام آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اپنے خدائے قادر کی قدرتوں کو اپنی آنکھوں سے ہر وقت دیکھ سکتا ہے۔ اور خدائے قدوس کی درگاہ میں قبول ہو کر خود بھی خدا تعالےٰ کی قدرتوں کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ یعنی آپ ایسے ایسے غیب کے اسرار ظاہر کرنے لگتا ہے۔ کہ دنیا حیرت میں ہو جاتی ہے۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ میں دنیا میں قرآن کریم کو پیش کروں۔ اور اس کی پاک تعلیم کو لوگوں کو بتلاؤں۔ کہ یہی تعلیم ہے۔ جس سے دنیا میں امن ہو سکتا ہے۔ اور کوئی تعلیم ایسی نہیں۔ جو دنیا میں امن پیدا کر سکے۔ پس دوست قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور کیسے خوش قسمت ہوں وہ لوگ جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر اور اپنے پیاروں کو چھوڑ دور دراز ملکوں میں نکل کر دنیا میں قرآن کریم کی تعلیم دنیا میں پھیلائینگے اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اخلاق لوگوں کو سکھلائیں گے۔ اور اسلام کے پاک چہرہ کو بے داغ ثابت کر کے لوگوں کو خدائے قدوس کے آگے جھکا کر خدا تعالےٰ کے راستباز بندوں میں داخل کریں گے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ لوگ بہت ہی مبارک وجود اور خدا تعالےٰ کے شکور ہیں۔ وہ ان کی خدمت کا ایسا شکور ہوگا۔ کہ اپنے عرش سے بھی ان کی تعریف کرے گا۔ پس مبارک ہوں گے وہ لوگ اور خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو میری اس تڑپ کو پوری کرنے والے ہوں گے۔ اور اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر اسلام کی تعلیم کا سبق لوگوں کو دیں گے۔ اور خدائے قدوس کی محبت میں ایسے گداز ہوں گے۔ کہ پاگل اور مجنون کہلائینگے۔ اور مصائب کو آرام یقین کریں گے۔ اور آرام کو تکلیف سمجھیں گے۔ پس میں اپنے دوستوں کو بار بار توجہ دلاتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کو توجہ سے پڑھا کریں۔ اور اس نسبت سے پڑھا کریں۔ کہ یہی وہ آخری تعلیم ہے جس پر چلکر دنیا کی تمام گندگیوں سے انسان کو نجات ملتی ہے۔ اور تمام بھلائیاں اس تعلیم میں ہیں۔ جو کچھ مجھے یاد آیا میں نے لکھ دیا۔ مگر یہ تقریر اتنی لمبی تھی۔ کہ کئی صفحوں پر آتی۔

---o---

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سی دفعہ فرمایا۔ کیا ہی عجب بات ہے۔ جتنے بھی راستباز دنیا میں آئے دنیا کے اندھوں نے ان راستبازوں کو پاگل اور مجنون ہی کہا۔ فرمایا اس کی بھی وجہ ہے۔ وہ جس مقصد کو لے کر آتے ہیں۔ اس کو بار بار ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے مقصد کو منوانا چاہتے ہیں۔ اس لئے لوگوں نے پاگل اور مجنون بھی کہا۔

---o---

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ظہر سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں ہی تشریف فرما ہُوئے۔ اور آپ نے دائیں ہاتھ میں اپنی پگڑی مبارک کا شملہ پکڑ کر اپنی پیشانی مبارک پر رکھ لیا۔ اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ جیسے کوئی کسی گہری فکر میں ہو۔ اور میں نے آپ کے پیر مبارک دبانے شروع کر دیئے۔ اور آپ کے خدام بھی آپ کی طرف منہ کر کے خاموش ہُوئے بیٹھے رہے۔ پانچ سات منٹ خاموشی ہی رہی۔ آپ نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ

...لوی صاحب افسوس آتا ہے۔ کہ اس نازک وقت ...نے نہیں دیکھا۔ کہ ہر طرف سے اسلام پر دشمنان نے ...کر اسلام کو زخمی کر دیا ہے۔ اور اسلام کے پاک اور مصفے ...چہرہ پر داغ لگا کر بھونڈے سے بھونڈے اعتراض کر کے لوگوں کو دکھلا رہے ہیں۔ اور ان اعتراضوں کی وجہ سے سینکڑوں مولوی اور مسلمان اسلام سے روگردانی کر کے دوسرے مذہب میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور خود اسلام کو گندے سے گندے اعتراضوں سے بدنام کر رہے ہیں۔ کیا یہ بات ایسی نہ تھی۔ کہ علماء اس سے غافل ہوتے اور اپنے حجروں میں آرام کی نیند سوتے رہتے۔ حالانکہ دشمنان اسلام کو دنیا سے مٹانے کے درپے ہو رہے ہیں۔ ان علماء کو یہ بھی خیال نہ آیا۔ کہ اسلام تو دشمنوں کے تیروں سے زخمی ہو رہا ہے۔ اور اسلام سے بیزاری اختیار کر کے اسلام سے روگردانی کرتے جا رہے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں خدا تعالے بھی اسلام کی خبر نہ لیتا۔ اور اس دین حق کی حفاظت نہ کرتا۔ پس افسوس ہے ان علماء پر کہ انہوں نے اس وقت کے حالات پر بھی غور نہ کیا۔ اے غافلو تم نے تو اسلام کی خبر نہ لی۔ کیا خدا تعالے بھی تمہاری طرح ہی غافل تھا۔ جو وہ اسلام کی خبر نہ لیتا۔ وہ غفلت سے پاک ہے۔ اس نے عین وقت پر خبر لی۔ اور مجھے آسمانی پانی پلا کر اسلام کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے تا میرے ذریعہ اپنے اسلام کو زندہ کرے۔ اور تمام مذاہب پر اسلام کی برتری کو ظاہر کرے۔ اور وہ اب میری ہی تائید کرے گا۔ اور تمہاری روکوں کو وہ خود دُور کرے گا اور مجھے میرے مقصد میں اس طرح سے کامیاب کرے گا۔ اور مجھے ایسے ویسے مخلص بندے عطا کرے گا۔ جو میرے مقصد کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دینگے۔ اور میں نہیں کہتا۔ بلکہ خدا خود بار بار مجھے تسلی دیتا ہے۔ اور جو میں نے کہا ہے۔ یہ اس کا کہا ہوا۔ پس جو پانی مجھے پلایا گیا ہے۔ وہی پانی میرے مخلص دوستوں کو بھی پلائے گا۔ اور میرے مقصد کو جو پورا کرینگے اللہ اُن کی بھی تائید کرے گا۔ اور کامیابیوں پر کامیابیاں عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ خدا تعالے کے ارادے کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ یہ دن تو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کے دن تھے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے دن تھے اور اسلام کی خدمت کرنے کے دن تھے۔ اگر تم خدمت اسلام کرتے۔ تو وہ تمہیں انعام پر انعام دیتا۔ اور تمہیں ایسا نوازتا۔ کہ تم اس کی نعمت کے وارث بن جاتے۔ پس تم نے میری طرف سے منہ موڑا بلکہ تم نے اس خدائے قادر کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ جو ہمیشہ اپنے بندوں کو نوازتا آ رہا ہے۔ اے غافلو بے شک زور لگا لو خدا نے اب یہی ارادہ کیا ہے۔ کہ میرے ذریعہ سے اسلام کو زندہ کرے۔ اور تمام مذاہب پر اسلام کو غلبہ دے۔ کون ہے جو خدائے قادر کے ارادے کو بدل دے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ خدائے قادر کا اب یہی ارادہ ہے۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب پر اب اسلام کو غالب کرے۔ میں نے تمام مذاہب کے پیروں . . . . . کو دعوت دی۔ کہ آؤ اپنے اپنے مذہب کا مقابلہ اسلام کے ساتھ کرو۔ مگر کوئی بھی مقابلہ پر نہیں آیا۔ دنیا دیکھ لے گی۔ اب اسلام ہی کے ذریعہ سے دنیا میں امن قائم ہو گا ۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں مسجد مبارک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ میں مسجد مبارک بہت تنگ ہوتی تھی۔ ہم اس وقت مسجد مبارک میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے تیاری شروع کر دیتے تھے۔ تاکہ کسی طرح آپ کے بائیں پہلو میں جگہ مل جائے۔

ہم چند نوجوان تھے جو ایک دوسرے سے اس غرض کے لئے مسابقت کیا کرتے تھے۔ ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ قریب ہو کر کھڑا ہو۔ اس مختصر سی مسجد میں ایک صف میں چھ آدمی کھڑے ہوتے تھے۔ اگر کبھی ساتواں آدمی بھی کھڑا ہو جاتے۔ تو حضرت اقدس دیوار کے ساتھ چپٹ جاتے تھے۔ مگر کسی کو اپنی زبان مبارک سے نہ فرماتے کہ نماز تکلیف سے پڑھی گئی ہے۔ اگر فرماتے۔ تو یہ فرماتے۔

اب مسجد اللہ تعالیٰ سے فراخی چاہتی ہے

کبھی آپ مسجد میں امام سے پہلے ہی تشریف لے آتے تھے تو آپ اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے تھے۔ اور ہم نوجوان حضور کے پاؤں دبانے لگتے تھے۔ اور آپ اپنے دوستوں سے باتیں کرنے لگتے۔

حضور کو دیکھکر

ہم جب حضور کے روئے انور کو دیکھتے۔ تو ہم کو ایسا معلوم ہوتا۔ کہ ہم جنت میں ہیں۔ آپ کے چہرہ منور کو دیکھ کر ہم کو کوئی غم باقی نہ رہتا۔ نہ ہماری آنکھیں حضور کے چہرے کو دیکھکر اکتاتی تھیں۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوتی تھی۔ اور نماز میں ایک حلاوت پیدا ہوتی تھی۔ اور دل محبت الہٰی سے سرشار ہو جاتا تھا۔ اور اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا۔ کہ ہماری آنکھیں اس چہرہ منور کو دیکھنے سے محروم ہو جاتی تھیں۔ تو ہمارے اندر ایک شدید کرب و بے چینی پیدا ہو جاتی تھی ۔

آپؑ کو کیسے دیکھا

ہم نے کبھی حضور کو کسی پر غضبناک ہوتے نہیں دیکھا۔ ہم نے جب دیکھا۔ ہم کو تو ایسا معلوم ہوا کہ حضور ہر وقت خدائے قدوس کی محبت میں چور ہیں۔ میں نے کبھی آپ کی زبان سے خدا تعالے کا شکوہ نہیں سنا۔ جب سنا یہی سنا کہ اللہ تعالے کے بندوں پر اتنے احسان ہیں۔ کہ اگر بندہ گننا چاہے۔ تو گن نہیں سکتا۔ ہر وقت آپ کو یہی خیال رہتا تھا۔ کہ آپ کی جماعت کا تزکیہ نفس ہو۔ اس غرض کے لئے آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ دنیا تو چند روزہ ہے ہمارے دوستوں کو دین الٰہی کی خدمت میں ہی لگا رہنا چاہیئے۔ اور اس موضوع پر حضور بعض اوقات بڑی بڑی لمبی تقریریں فرمایا کرتے تھے جو اس زمانہ کے اخبار الحکم اور بدر میں ساتھ ساتھ شائع ہو جایا کرتی تھیں۔

لا نبیّ بعدی کی حدیث کا ذکر

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں ہی تشریف فرما ہوئے۔ تو ایک دوست نے عرض کی حضور ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے۔ اور رات کو کوٹھے پر کھڑا کر کے غیر احمدیوں نے اس سے وعظ کرایا ہم بھی گئے۔ تو اس مولوی نے لا نبیّ بعدی والی حدیث پڑھکر لوگوں کو خوب جوش دلایا۔ اور بار بار یہی کہے دیکھو لوگو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور مرزا صاحب قادیان والے کہتے ہیں۔ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔ دسو اسیں کس طرح سے مرزا صاحب کو نبی رسول مان لیں۔ میں کھڑا ہو گیا اور کہا۔ مولوی جی تسیں اے دسو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اپنی مسجد کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے۔ کہ اس کے بعد کوئی مسجد نہیں ہو گی۔ اس کے کیا معنے کرو گے۔ جو معنے آپ اس مسجد نبوی والی حدیث کے کرو گے۔ وہی معنے ہم لا نبی بعدی والی حدیث کے معنے کریں گے۔ اور آپ کو بتلا دیں گے۔ کہ جو نبی آپ کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ کی شریعت تو آخری شریعت ہے۔ اس لئے اس کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نہیں آ سکتا۔ حضرت وہ مولوی بھونچکا سا ہو گیا۔ اور گالیوں پر گالیاں دینے لگا۔ پھر میں نے کہا مولوی صاحب آپ کی گالیوں کا جواب ہم نہیں دیں گے۔ اس دوست کی باتیں سن کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ہی خوش ہوئے۔ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالے عنہ اور مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کو مخاطب فرما کر فرمانے لگے۔ مولوی صاحب ان مولویوں پر تعجب ہی آتا ہے۔ کہ ان مولویوں کو کیا ہو گیا یہ دو نو حدیثیں کیسی ہم رنگ ہیں۔ ایک کے معنے کچھ کرتے ہیں۔ دوسری کے معنے کچھ کرتے ہیں۔ حالانکہ دو نو حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی فرمائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان مولویوں کی خیانت کی پردہ دری ایسی کرنی ہے۔ اور جوں جوں لوگوں پر حق کھلتا چلا جائے گا۔ ان مولویوں کی پردہ دری بھی ہوتی ہی چلی جائیگی۔ اور سعید روحیں حق کو قبول کرتی ہی رہیں گی۔ اور خدا تعالے کے سلسلہ میں لوگ فوج در فوج داخل ہوتے رہیں گے۔ اور یہ مولوی بک بک ہی کرتے رہیں گے۔ افسوس ہے ان مولویوں پر آپ بھی گمراہ ہوتے اور لوگوں کو بھی گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

حضورؑ کے اخلاق حسنہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا یہ حال تھا۔ کہ قادیان کے جو لوگ ہر وقت آپ کے خلاف دشمنی کرنے میں مصروف رہتے تھے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت کا نہ چھوڑتے تھے۔ وہ بھی جب آپ کے آستانہ پر آئے۔ اور دستک دی۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ آپ ننگے سر ہی تشریف لے آئے۔ اور دیکھتے ہی نہایت تلطف اور مہربانی سے اس کے سلام کا جواب دے کر پوچھتے آپ اچھے تو ہیں۔ اور اس کے سارے گھر کا حال پوچھکر پھر آپ فرماتے آپ کیسے آئے۔ پھر وہ اپنی ضرورت کو پیش کرتا۔ تو آپ اس کی ضرورت سے زیادہ لا کر دیتے۔ اور فرماتے۔ اگر اور ضرورت ہو تو اور لے جائیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے

قادیان کا ایک ہندو آیا۔ اور اس نے آپ کو ایک لڑکی کی معرفت بلوایا۔ جب آپ دروازہ میں تشریف لائے۔ تو اس نے سلام کر کے آپ سے کوکا دائن طلب کی۔ آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ میں اس کو ایسی ہی ضرورت کے لئے منگوا کر رکھ لیتا ہوں۔ تا ضرورت کے وقت کام آ جائے۔ فرمایا۔ آپ شیشی لائے۔ اس نے کہا میں لے آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں میں شیشی لے آتا ہوں۔ حکیم صاحب سے کہیں شیشی ... ہو لیں۔ پھر شیشی دے جائیں۔ یہ تھے آپ کے اخلاق میرے دوستو۔ دوستوں سے تو ہر شخص محبت کیا ہی کرتا ہے۔ مگر دشمنوں سے محبت کرنی یہ اخلاق ہے۔ اخلاق ہی سے انسان خدائے ذوالجلال کا مظہر بھی بن سکتا ہے۔ اگر انسان میں اخلاق ہی نہیں۔ وہ انسان کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ میرے دوستو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق ہی تھے۔ جن کو میں سن کر ہی آپ پر فدا ہو گیا تھا۔ اور جب یہاں آ کر اپنی آنکھوں سے آپ کے پاک اخلاق دیکھے۔ تو میں آپ ہی کا ہو رہا۔

اخلاق سے بڑھ کر کوئی معجزہ ہی نہیں ہے۔ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اخلاق سنکر ہی مسیح موعود مانا تھا۔ میں بچپن سے ہی چڑچڑی طبیعت والے انسان سے ملنا جلنا پسند نہ کرتا تھا۔ پس یہ میرے مولا کریم کا فضل ہی تھا۔ جو مجھے کھینچ کر حضرت اقدس علیہ السلام تک لایا۔

میں نے دیکھا حضرت اقدس علیہ السلام کو

اپنی پاک جماعت کے اخلاق کی طرف بہت توجہ رہتی تھی۔ کہ آپ بار بار یہ فرماتے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے وہ ہر بد اخلاقی سے بچیں۔ اور اپنے اخلاق میں اتنی ترقی کریں۔ کہ لوگ دُور سے ہی دیکھکر کہیں۔ کہ یہ لوگ تو فرشتہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت شریف تھی

کہ بعض وقت آپ اپنی تقریروں میں بہت سے مسائل پر روشنی ڈال دیتے تھے۔ تو آپ نے ایک دفعہ یہ فرمایا۔ میں تو تخم ریزی کے لئے آیا ہوں۔ کام تو تکمیل دین کا اسی رنگ میں ہوگا۔ جس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے گا میرے بعد بھی خلفاء کے ذریعہ سے کام کرائے گا اور یہ بھی فرمایا۔ خلفاء کا تقرر خدا تعالیٰ کے منشاء سے ہی ہوتا ہے۔ جن کو وہ پسند فرماتا ہے۔ ان کی ہی قبولیت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں ڈال دیتا ہے۔

ہندو قوم کو پیغام صلح

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیغام بھی دیا تھا۔ کہ قومی تباغض اور نفرت کو اس طرح سے دور کیا جا سکتا ہے۔ کہ ہندو ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینی چھوڑ دیں۔ تو میں اور میری جماعت گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں گے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں اتحاد و محبت کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔ مگر افسوس کہ ہندو قوم نے اس پاک تجویز سے اتفاق نہ کیا۔

پھر ایک اور تجویز بھی پیش کی تھی

اور وہ یہ تھی۔ کہ قوم کے نمائندہ متفق ہو کر ایک پلیٹ فارم قائم کریں۔ اور اس پر ہر قوم کا نمائندہ اپنے اپنے مذہب و پیشواؤں کی خوبیاں بیان کیا کریں۔ اس سے بھی یہ فائدہ ہوگا۔ کہ جو بغض وحسد قوموں میں بڑھتا جاتا ہے۔ سب جاتا رہے گا۔ مگر افسوس کی بات ہے۔ ہندوؤں نے اس تجویز سے بھی اتفاق نہ کیا۔ مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندو قوم پر اتمام حجت کر کے اپنے فرض کو ادا کر دیا تھا۔ دراصل خدا تعالیٰ کے بندے تو دنیا میں اس لئے آتے ہیں۔ کہ لوگوں کو بد اخلاقی سے ہٹا کر اخلاق فاضلہ کا سبق دیں۔ اور خدائے قدوس کی طرف متوجہ کریں۔ یہی وہ راز ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے راستبازوں نے قسم قسم کی اذیتیں برداشت کیں۔ مگر تغیر عظیم کر کے دنیا سے گئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس زمانہ کے مولویوں اور صوفیوں پر بھی افسوس کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ حق سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو راستی سے ہٹانے میں پہلوں سے بھی زیادہ زور لگایا۔ تا اللہ تعالیٰ کے بندے راستی کو قبول نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہ تسلی نہ دیتا۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہیلاؤں گا۔ اور تجھے نامراد نہیں ہونے دوں گا۔ فرمایا۔

اگر یہ لوگ میری آہ و بکا کو سُن لیں۔ کہ میں کس طرح ان لوگوں کی بہتری اور ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور روتا ہوں کہ اے میرے مالک میرے محسن۔ تو آپ ان پر رحم فرما۔ اور ان کے دلدروں کو دور کر دے۔ اور ان کو صراط مستقیم پر چلا اور ان کو گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچالے۔ میں بار بار آپکی آستانہ پر ان کے لئے گرتا ہوں۔ کہ آپکی یہ بے خبر ہیں۔ کہ میں ان کے لئے تیرے سے کیا کیا مانگتا ہوں۔ اللہ اللہ جب حضور نے یہ الفاظ منہ سے فرمائے۔ تو ہم تصویر ہی بنے ہوئے تھے۔ کہ یہ پاک وجود اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ایسا خیر خواہ ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ جن پاک وجودوں کو اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ وہ اس کے بندوں کے لئے درد مند اور سچے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اس کے بندوں کے لئے اس قدر بے تاب ہوتے ہیں۔ کہ ماں باپ بھی ایسے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میں نے آپکے کرب کی آوازیں سنی ہوئی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت دفعہ یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ میرے دشمن نامراد ہوں گے۔ اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا۔ اور اسلام دنیا میں پھیل کر ہی رہیگا کیونکہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے امن قائم ہوگا۔

میرے دوستو بہت دفعہ ایسا ہُوا

کہ حضور علیہ السلام نے اپنی پیاری اور پاک جماعت کو یہ نصیحت فرمائی۔ ہماری جماعت کی مجموعی حالت اپنی ایسی اختیار کرنی چاہیئے جو دیکھنے والے یہ کہیں۔ کہ یہ لوگ نہایت متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ تمہارے بشرے سے لوگ تقویٰ کے آثار دیکھیں۔ اور تمہاری دیانتداری پر لوگ حیرت کریں۔ اور ہدایت حاصل کریں۔ میرے دوستو! تقویٰ ہی پلصراط ہے۔ جس پر چلکر نفسانی جذبات پر موت وارد ہوتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے

ایک دوست نے شیعوں کا ذکر کیا۔ کہ یہ گروہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے کیوں کر گالیاں دیکر خوش ہوتے ہیں۔ ذرا بھی گالی دینے سے نہیں شرماتے۔ آپ نے بہت ہی بے تابی سے یہ فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے بندوں کی بدگوئی کرنا نیکوں کی یہ نشانی نہیں ہے بدبختوں کی یہ نشانی ہے۔ جو خدائے قدوس سے دُور ہیں۔ آپ نے کئی اولیاء اللہ کے نام لئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے جب سے تقیہ اختیار کیا ہے۔ اس گروہ سے کوئی اولیاء اللہ بھی نہیں ہُوا۔ کیونکہ یہ گروہ خدا تعالیٰ کے پیاروں سے دشمنی اور تباغض میں حد سے گذر گیا ہے۔ فرمایا خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ آسمان پر خلیفہ کی تعیین نہ فرمائے زمین پر کوئی خلیفہ نہیں بنا سکتا۔ خلیفہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی سے بنایا جاتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ لوگ خلیفہ بناتے ہیں۔ جب تک آسمان پر خلیفہ نہ چنا جائے۔ زمین پر کوئی خلیفہ نہیں چنا جاتا۔ پس ہمارا یہی ایمان ہے۔ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ پس خلفائے راشدین اللہ تعالیٰ کے پاکباز راستباز بندوں میں سے تھے۔ اور انہوں نے اپنے اعمال سے ظاہر کر دیا کہ خدائے تعالیٰ کے دین کے خدمتگذار تھے۔ اور انہوں نے خدمتِ دین کا حق ادا کر کے خدائے تعالیٰ کی رضاء کے وارث بن گئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کرتے ہی اپنے خدائے پاک کی قربت میں جا کر جگہ لے لی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ وفاداری کی ایسی مثال چھوڑ گئے۔ جو ان کی راستبازی کی قیامت تک تصدیق ہی ہوتی رہے گی۔ وہ خدا کے تھے۔ خدا ان کا تھا۔ پس ان کی دشمنی کرنا بدکاروں کی کام ہے۔ جو لوگ کبھی پاکوں سے دشمنی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید کر کے ان کے حق میں ان کی خدمت دین کی شہادت دیدی۔ جو قیامت تک ہوتی رہے گی۔ اور ان کی برکت کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے بندے پیدا کرتا ہی رہے گا۔ جو ان کی برکت گرتے ہی رہیں گے۔

بقیہ مضمون صفحہ ۶

"یہ مت خیال کرو۔ کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں۔ کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے۔ اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی۔ جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے؛ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں۔ وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھا دیں۔ اور دنیا سے پیار نہ کریں سو میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں۔ جو خدا کے لئے کام کریں" الوصیت ص۲۳

ایک تیسرا نظارہ

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور بہت مختصر سی ڈاک آیا کرتی تھی۔ مگر آج اس مقصد کی تکمیل کیلئے آپ کے جانشین اور آپ کے موعود لخت جگر کے پاس سینکڑوں خطوط آتے ہیں۔ ان خطوط کے جواب کے لئے ایک بہت بڑا دفتر قائم ہے۔ ایک بڑا عملہ ہے۔ وہ دن رات ان خطوط کے جوابات لکھنے کے لئے مشغول رہتے ہیں۔

پس

وہ ایک بیج تھا سنہ ۱۸۸۹ء میں جس کا ایک نظارہ تم نے دیکھا اور آج اس بیج سے ایک تناور درخت بن گیا۔ جس کے سایہ میں قومیں پناہ گزیں ہوئیں۔ اور دنیا کو امن ملا۔ کاش اس سچائی کو لوگ آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ اور ان کو معلوم ہو۔ کہ کس طرح ایک چیز میں خدا نے برکت رکھدی اور اس کو اس قدر بڑھایا۔ کہ وہ ایک پہاڑ بن گئی۔ اسی چیز کی طرف خدا کے اس مقدس نبی نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"یہ مت خیال کرو۔ کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ یہ بیج بڑھے گا۔ اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے" الوصیت ص۱۰

صدق اللہ وصدق رسولہ الکریم

دعا

مکرمی مولوی مدد خاں صاحب انسپکٹر بیت المال بند[illegible] پشاب سے اور عبدالقادر صاحب ایم۔ اے ٹیچر مدرسہ تعلیم الاسلام بخار سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمادیں ÷

آج اور آج سے نصف صدی قبل کا ایک نظارہ

۱۸۸۸ء کا واقعہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا پیارا نبی ایک شدید مالی ضرورت کو محسوس کر رہا تھا۔ اس کی جیبیں خالی تھیں کسی جگہ سے روپیہ فوراً آنے کی توقع نہ تھی۔ اور اپنے آپ بے یار و مددگار خیال کرتا تھا۔ مگر اس کا دل مطمئن تھا۔ اور اس کا قلب ایک سکون سے لبریز تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اب دروازہ ایسا کھلا ہے۔ کہ جو اس کے لئے کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ یہ دروازہ آسمان کا دروازہ تھا۔ کیونکہ آج سے تیرہ سال قبل ۱۸۷۶ء جبکہ آج سے بھی زیادہ پریشانی کا ایک واقعہ رونما ہو رہا تھا۔ یعنی خدا کے اس پیارے اور محبوب انسان کا باپ ہمیشہ کے لئے اس سے جدا ہو رہا تھا تو بشریت کے تقاضے کے ماتحت ایک لمحے کے لئے خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہیں کہ اب کن حالات میں سے گذرنا پڑے۔ اور کیا کیا دشواریاں پیش آئیں۔ تب اس وقت اللہ تعالیٰ نے محبت اور تلطف سے اپنے بندے کو مخاطب فرمایا۔ اور فرمایا۔

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

اس الہام الٰہی نے آپ کے غمگین دل پر سکینت و اطمینان نازل فرما دیا۔ اور قلب کو تسکین بخشی۔ کہ اب مجھے کسی چیز کی پرواہ ہے۔ آج تیرہ سال کے بعد بھی یہ دل اس آسمانی آواز سے مطمئن تھا۔ باوجود اسباب کے نہ ہونے کے باوجود ہاتھوں کے خالی ہونے کے کوئی پریشانی دامنگیر نہ تھی۔

آپ اس حالت میں سیر کے لئے گھر سے نکلے۔ پیدل ایک ریتلی کچی سڑک پر قادیان سے مغرب کی طرف چلے گئے۔ آپ یکہ و تنہا تھے۔ آپ چلتے چلتے تین میل تک چلے گئے۔ اور وہاں ایک نہر کے کنارے پہنچ کر درختوں کے جھنڈ میں کسی پوشیدہ جگہ پر کھڑے ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے۔ آستانہ الٰہی پر سر رکھ دیا۔ معلوم نہیں وہ سر کب تک اس زمین پر آستانہ الٰہی پر گرا رہا۔ اور معلوم نہیں کن کن الفاظ میں خدا تعالیٰ کی محبت کو ابھارا۔ آپ نے اپنا سر اس آستانہ سے اس وقت تک نہ اٹھایا۔ کہ خدا تعالیٰ کی محبت بھری آواز نہ سن لی۔ کہ

"دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں"

تب غیب سے ایسے سامان پیدا ہوئے۔ کہ اسی دن آپ کو وہ رقم جس کی ضرورت تھی مل گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کو خود حسب ذیل الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔

"ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گذرتی ہے۔ اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے۔ تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا۔ کہ اس جنگل میں دعا کریں۔ پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ جا کر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی۔ جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے جب ہم دعا کر چکے۔ تو دعا کے ساتھ ہی الہام ہوا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں۔

تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے۔ اور بازار کا رُخ کیا۔ تاکہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں۔ کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ پچاس روپے لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں۔ اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن مل گیا۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۳۴)

ایک وہ دن تھا۔ جبکہ روپیہ کی اس قدر تنگی تھی۔ کہ بعض اوقات ہاتھ بالکل خالی ہو جاتا تھا۔

انسانوں کی اس قدر کمی تھی۔ کہ آپ تنہا ہی سیر کو چلے جاتے تھے۔ ڈاکخانے وغیرہ جانا ہو۔ تو پھر خود ہی تشریف لے جاتے تھے۔

مگر آج

اگرچہ خدا کا وہ فرستادہ خود موجود نہیں۔ مگر اس کا مشن قائم ہے۔ اس کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ موجود ہے۔ اس کا موعود بیٹا جو اس کی ذات کا ہی ایک حصہ ہے۔ جو حسن و احسان میں اس کا نظیر ہے۔ موجود ہے۔ اور اللہ اسے بہت دیر تک قائم و سلامت رکھے۔ وہ مشن جسے اس نے خدا کے حکم سے قائم کیا کتنا بڑھا اور کس قدر پھولا۔ وہ آج کے تقابل کے فرق سے بآسانی معلوم ہو سکے۔

اس زمانے ۱۸۸۸ء کا ڈاکخانہ ایک چھوٹے سے بازار میں ایک چھوٹی سی دوکان میں تھا۔ اس زمانہ کے ڈاکخانہ کا عملہ ایک ڈاک منشی سے زیادہ نہ تھا۔ جس کی تنخواہ دس پندرہ روپے ماہوار سے زیادہ نہ تھی۔

آج کا ڈاکخانہ

ایک شاندار عمارت میں جس میں بجلی کے پنکھے بجلی کی روشنی ٹیلیفون لگا ہوا ہے قائم ہے۔

جس کا عملہ ایک پوسٹ ماسٹر ایک خزانچی پانچ کلرک پانچ چٹھی رساں۔ تار مینجر اور چپڑاسی وغیرہ ملا کر چودہ پندرہ آدمی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اور اگر دیہاتی حلقوں کے آدمی بھی ملا لئے جائیں۔ تو یہ تعداد بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جہاں اس زمانہ میں ماہوار خرچ پندرہ بیس روپے سے زیادہ نہ تھا وہاں آج اس ڈاکخانہ کا ماہانہ خرچ ہزار روپے کے قریب ہے۔ جہاں اس زمانہ میں ڈاک کسی ایک ہرکارے کے ذریعے لائی جاتی تھی۔ وہاں آج ڈاک ریل گاڑی کے ذریعہ آتی ہے اور دن میں دو ڈلیوریاں ہوتی ہیں۔ جہاں اس زمانے میں چند روپوں سے زائد کا کاروبار ڈاکخانہ میں نہ ہوتا تھا۔ وہاں آج ہزارہا روپیہ روزانہ کا کاروبار ہوتا ہے۔ جہاں اس زمانے میں اس ڈاکخانہ سے ایک چھوٹی سی تھیلی ڈاک کی روانہ ہوتی ہے۔ وہاں آج دنیا کے ہر کونے سے اس ڈاکخانہ سے خط و کتابت ہوتی ہے۔ چٹھیاں۔ رجسٹریاں بیمے۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ تاریں آتے اور جاتے ہیں۔

جب ڈاک آتی ہے۔ تو ڈاکخانہ کے سامنے ایک بھیڑ لگ جاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو ڈاک لینے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ تو صرف اس ڈاکخانہ کی ترقی کا مختصر خاکہ ہے۔ جو ڈاکخانہ ۱۸۸۸ء میں بازار کی ایک دوکان میں تھا۔

آؤ ایک دوسرا نظارہ بھی دیکھ لیں

جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۸ء میں پچاس روپیہ کی ضرورت نے بے قرار کر دیا۔ اور وہ گھر سے نکل کر تین میل دور جنگل میں جا کر زمین پر سجدہ میں گر گئے تھے اور ایسی دعا کی تھی۔ کہ عرش تک پہنچ گئی۔ آج اس مقصد کی تکمیل مالی لحاظ سے کیسی ہو رہی ہے۔

آج

۱۹۴۰ء کا بجٹ ۴۴۴۰۹۸ کا ہے۔ امانتی رقوم۔ زکوٰۃ۔ تحریک جدید اور تجارتی رقوم وغیرہ کی میزان اس رقم سے بالکل الگ ہے۔ اس روپیہ کے انتظام کے لئے ایک بہت بڑا دفتر ہے۔ جو

نظارت بیت المال

کے نام سے مشہور ہے۔ جس کے کمرے کارکنوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ جہاں کھڑے ہونے کے لئے بھی جگہ نہیں۔ اس دفتر میں مختلف محکمے قائم ہیں۔ کوئی بجٹ کا محکمہ ہے۔ کوئی تفتیش حسابات کا اور کوئی تحریکات کا۔ اس سارے محکمہ کے ایک افسر اعلیٰ ہیں۔ جو ناظر بیت المال ہیں۔ ان کے ماتحت ایک جائنٹ ناظر دو معاون ناظر۔ بارہ محرر۔ ۱۸ انسپکٹر کام کر رہے ہیں۔ اس محکمہ کی ایک اور شاخ ہے۔ جسے

دفتر محاسب کہا جاتا ہے

جس میں ایک محاسب صاحب ایک خزانچی اور چھ محرر کام کر رہے ہیں۔ اگر دونوں دفتروں کے مددگار کارکنوں کو بھی ملا لیا جائے تو سات اشخاص کا اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

اور اگر

ہر ایک انجمن کے سیکرٹریان مال اور محصلین کی تعداد کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو یہ تعداد ہزار اشخاص سے بھی اوپر نکل جائے گی۔

الغرض

ایک فوج ہے۔ جو سلسلہ کے اموال کو جمع کرنے کے لئے لگی ہوئی ہے۔ بیسیوں صیغے ہیں جن پر یہ روپیہ خرچ ہو رہا ہے لوگ ہیں کہ بے تابانہ وار دوڑے چلے آتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک مسابقت کرنی چاہتا ہے۔ کہ کسی طرح اس کا روپیہ بیت المال کے خزانے میں دوسرے بھائی سے پہلے پہنچ جائے۔

کبھی آؤ

اور محاسب کے دفتر میں اس تماشے کو دیکھو۔ لوگ اپنے گھروں سے روپیہ لے کر دوڑے آتے ہیں۔ اور ہر ایک اسی جد و جہد میں ہے کہ میری رقم پہلے داخل ہو جائے۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر اس نظارے کو دیکھو۔ کہ اس خزانے میں مال کس طرح آتا ہے۔ کہیں منی آرڈر آ رہے ہیں۔ کہیں بیمے ہیں۔ کہیں رجسٹریاں ہیں اور لوگ خود لا رہے ہیں۔

اس مال کی حفاظت کے لئے بیسیوں آنکھیں لگی ہوئی ہیں پائی پائی کا حساب رکھا جاتا ہے۔ نگرانی کی شدت اتنی کہ کوئی اور کیا کر سکے گا۔ یہ وہ پودا ہے جو مالی سمت سے بڑھا اور پھیلا اور پھولا۔

ان اموال کی آمد کی پیشگوئی

خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ نے قبل از وقت فرما دیا تھا کہ:۔

قادیان

سلسلہ احمدیہ کے بلند پایہ شاعر کی نظر میں

شاعر کی آنکھ وہ کچھ دیکھتی ہے۔ جو عام انسان نہیں دیکھ سکتے۔ اس کی آنکھ کیمرہ کی آنکھ سے مشابہت رکھتی ہے۔ بشرطیکہ اس کا نور ایمان سے منور ہو۔ اس کا تخیل اور اس کی پرواز آسمانوں تک پہنچ کر رہتی ہے۔ چنانچہ اسی طرح حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری جو نہ صرف بلند پایہ شاعر ہیں۔ بلکہ ان چند شاعروں میں سے ہیں۔ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درباری شاعر کہا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے اس پاک زمانہ کو پایا۔ اور اس زمانہ میں تائید حق میں نظمیں کہیں اور اپنی شاعری کی عنان کو اس زمانہ کی پست زمین اور تغزلانہ شاعری کے میدان سے موڑ کر آسمان کی طرح لے گئے۔ اور اس مصرع پر عمل کر لیا۔ ع

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں

زمین والوں کو آسمان کی باتیں بالکل اجنبی معلوم ہوتی تھیں۔ اور اس میں کچھ لطف محسوس نہیں ہوتا تھا۔ مگر ہوا وہی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ع

جیتیں گے آخر صادق حق کا مزا یہی ہے

بالآخر ہندوستان کی شاعری کا رخ بدل گیا۔ اور اس ذلیل قسم کی شاعری سے اعلیٰ طبقہ کے لوگ نکل کر مذہبی۔ اخلاقی۔ قومی۔ ملکی۔ سیاسی شاعری کی طرف چلے گئے۔ اور قدیم پست افکار کو بھول گئے۔ اس قسم کی شاعری کا سہرا در اصل سلسلہ احمدیہ کے سر ہے۔

حضرت حافظ صاحب کا شاعری میں طرز حضرت حسان بن ثابت اور حضرت بلال کا سا ہے۔ جس طرح انہوں نے آنحضرت صلعم کے بعد شاعری کو ایک رنگ میں چھوڑ دیا تھا۔ اور انہوں نے اذان نہ کہی۔ اسی طرح حافظ صاحب کی جولانی طبع کا وہ رنگ جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں تھا نہ رہا۔

اس زمانہ کے الحکم دیکھئے۔ جگہ جگہ مختار جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔ اور اب حالت یہ ہے۔ کہ سالہا سال گذر جاتے ہیں۔ اور حضرت مختار خاموش رہتے ہیں۔ میں نے متعدد مرتبہ ان کو تحریک کی۔ جوبلی نمبر کے موقعہ پر بھی تحریک کی۔ مگر صدائے برنخواست والا معاملہ رہا۔ پھر جوبلی پر جب مختار صاحب قادیان تشریف لائے۔ اور مجھے مصافحہ اور معانقہ سے مسرور الوقت کیا۔ تو میں نے پھر یہی شکوہ کیا۔ تو آخر وعدہ کر لیا۔ کہ اب لکھوں گا۔ جس پر انہوں نے اپنی بصارت اور بصیرت کی آنکھ سے قادیان کی یہ تصویر اتاری۔ اور دوران ذکر میں میرا بھی تذکرہ کر دیا۔ جو اس تصویر کا شان نزول ہے۔ فرمایا ؎

گوش بر آواز ہیں محمود عرفانی ابھی
اور اے مختار حال ارتقائے قادیاں

بہرحال اس نظم کو جو علم ادب میں بھی بلند تر مرتبہ رکھتی ہے۔ میں الحکم کی ایک ہی اشاعت میں شائع کرتا ہوں۔ اور توقع رکھتا ہوں۔ کہ احباب اس سے لطف اندوز ہونگے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ حافظ صاحب کی زندگی میں برکت دے۔ آمین۔

(محمود احمد عرفانی)

اللہ اللہ جوشِ تاثیر ہوائے قادیاں
گونجتی ہے سارے عالم میں صدائے قادیاں

کیا طرب انگیز ہے موج ہوائے قادیاں
بن گیا لطفِ مجسم ہر فدائے قادیاں

جذب ہوجاتی ہیں نظریں حسنِ منظر دیکھکر
دامنِ دل کھینچتی ہے ہر ادائے قادیاں

جیتے جی نظارۂ جنت اگر مطلوب ہو
چاہیئے سیرِ بہارِ دل کشائے قادیاں

کیا غضب ڈھایا جو میں نے اس کو جنت کہدیا
دیکھ لیں اہلِ نظر شان ادائے قادیاں

یہ چمن بندی، یہ جوشِ لالہ و گل، یہ بہار
یہ پھلا پھولا گلستان، یہ فضائے قادیاں

یہ طراوت، یہ نفاست، یہ لطافت، یہ نمو،
یہ ادا، یہ شان، یہ رنگِ ہوائے قادیاں

اور ہی عالم ہے باغِ قادیاں میں آج کل
اور ہی عالم میں ہے باغِ ونائے قادیاں

وجد میں آتے ہیں رہ رہکر جوانانِ چمن
جھومتی پھرتی ہے بادِ جاں فزائے قادیاں

لوحش اللہ غنچہائے ناشگفتہ کی مہک
اور اُس پر جنبشِ موجِ نفضائے قادیاں

کھل گئے غنچے نقابِ خندۂ گل اٹھ گئی
اُف رے اندازِ نسیمِ دل کشائے قادیاں

شاہدِ گل نے اُلٹ دی ہنس کے چہرے سے نقاب
جانے کیا کہتی ہوئی گذری ہوائے قادیاں

کہدیا کیا جانے کیا بلبل نے جھک کر کان میں
خندۂ گل سے مہک اٹھی فضائے قادیاں

دیکھکر حسنِ جمالِ شاہدِ طنّاز گل
وجد کرتی ہے بہارِ جاں فزائے قادیاں

طائرانِ خوش نوا ہیں شاخِ گل پر نغمہ زن
گونجتی ہے لحنِ دل کش سے فزائے قادیاں

نغمۂ بلبل میں ہے رنگینیٔ گل کی بہار
واہ رے جوشِ نموئے جانفزائے قادیاں

خندۂ گل اک طرف ہے لحنِ بلبل اک طرف
رنگ پر ہے بوستانِ دل کشائے قادیاں

کیوں نہ ہوجائے نظر محوِ طلسمِ بے خودی
یہ کشش، یہ جذب، یہ حسنِ فضائے قادیاں

آتشِ گل ہائے رنگیں سے دہکتا ہے چمن
خوب آنکھیں سینک لیں اہلِ وفائے قادیاں

ہے یہ ارشادِ جناب مولوی عبدالرحیم[1]
اور مختار ادر صہبائے ثنائے قادیاں

اللہ اللہ یہ بہارِ دل کشائے قادیاں
گھر کئے لیتی ہیں آنکھوں میں فضائے قادیاں

غیر سے کیا پوچھنا ہے وہ تو اب تک غیر ہے
مجھ سے سن اے پیرِ دانا ماجرائے قادیاں

رنگ لائی ہے مری طبعِ رواں مدت کے بعد
جوش پر ہے بحرِ مواجِ ثنائے قادیاں

ہر صفت بے مثل، ہر انداز اس کا لاجواب
دل نشین و دل ربا ایک ایک ادائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ خدمتِ اسلام کا یہ ذوق شوق
کس جگہ ہے؟ اب یہ اندازِ فضائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ یہ نظامِ درسِ قرآن و حدیث
کس جگہ ہے؟ یہ نوائے جاں فزائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ آج یہ بحرِ معانی موج زن
کس جگہ؟ لٹتے ہیں دُرِّ بے بہائے قادیاں

کس جگہ ہیں؟ یہ حقائق، یہ معارف، یہ نکات
کس جگہ ہیں؟ یہ فیوض دل کشائے قادیاں

کس جگہ؟ رخشاں ہے ایسا آفتابِ معرفت
کس جگہ ہے؟ یہ ضیائے ذرہ ہائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ یہ لحاظِ شرعِ ختم الانبیاء
کس جگہ ہے؟ یہ ادائے اتقیائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ امرِ حق پر یوں سرِ تسلیم خم
کس جگہ ہے؟ یہ خدا خواہی سوائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ آج یہ پابندیٔ آئین و دیں
کس جگہ ہے؟ یہ خلوص و اتقائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ یہ خیالِ خدمتِ دینِ متیں
کس جگہ ہے؟ یہ طریقِ حق نمائے قادیاں

کس جگہ ہے؟ روز و شب تبلیغ کا زور و شور
کس جگہ ہے؟ اب یہ رنگ جذبہائے قادیاں

کس جگہ؟ ساماں ہیں یہ غلبہ اسلام کے
کس جگہ؟ عزمِ راسخ ہے سوائے قادیاں

[1] جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد سابق مبلغ انگلستان و امام مسجد لنڈن۔

شاد ہوتی ہیں طبائع مست ہو جاتے ہیں دل
سر بکف پھرتے ہیں عالم میں پئے تبلیغ حق
ڈال دی جس پر نگاہِ مست ، بے خود کر دیا
مال کیا ہے چیز راہِ دین میں کیا تو فکرِ مال؟
بارشِ بارانِ سنگ و خشت کی پرواہ کسے
جان دے دی منہ مگر پھیرا نہ راہِ عشق سے
قصۂ دار و رسن افسانۂ پارینہ ہے
گوش بر آواز ہیں محمود عرفانی ابھی
محوِ حیرت بن گیا پیشِ فضائے قادیاں
ہے عجب رونق در و دیوار و سقف و بام پر
آج لہریں لے رہا ہے ہر طرف عمّانِ نور
اس قدر آرائش و پیرائش اللہ غنی
واہ کیا کہنا ہے جذبِ حسن و احسان واہ وا
منزلِ دل بن گئی کاشانۂ عیش و نشاط
اے تری قدرت یہ عالم جلوہ گاہِ ناز کا
اس سرے سے اس سرے تک ہے عجب جوش و خروش
دل کے یہ اُٹھ رہے ہیں رنگ محفل دیکھ کر
اک غزل بھی اب وہ پڑھ دو دل جسکو سنکر وجد آئے
دھوم ہو صلِ علیٰ، صلِ علیٰ کی دھوم ہو
صورتِ گل ہوں شگفتہ اکملؔ و صادقؔ کے دل
للہ الحمد، آج ہیں محوِ ادائے قادیاں
اس جبینِ ناز سے کرنے لگی کسبِ ضیاء
کس سے ہیں سرگوشیاں؟ اس زلفِ عنبر بیز سے
دسعتِ فرصت میسر ہو تو موجیں دیکھئے
گل سے باہر ہو کے بھی رہتی ہے جیسے گل میں بُو
حضرتِ واعظ بڑے دانا مگر مشکل یہ ہے
اے کہ جنت کی حقیقت پوچھتا ہے مجھ کو پوچھ
دورِ اوّل میں ہی دل مستانۂ حق بن گیا
اے نگاہِ عاقبت بیں آفریں صد آفریں
خلد کو جاتی ہے، اے واعظ! انہیں میں کوئی راہ
بس کھلا ہی چاہتا ہے غنچۂ نخلِ مراد
اب تو صرف اتنے ہی کی محتاج ہے کشتِ اُمید
لحنِ داؤدی کا لطفِ جاں فزا معلوم ہے
رکھ چکا ہوں دل میں، پڑھ پڑھ کر نکاتِ احمدی
خوب نکلی ساقیٔ کوثر سے ملنے کی سبیل

وجد میں لاتی ہے روحوں کو صدائے قادیاں
درست و پا و الو! یہ ہیں دست و پائے قادیاں
مرحبا اے بادہ نوشانِ ولائے قادیاں
جان کی پرواہ نہیں کرتے فدائے قادیاں
جانے کس دھن میں ہیں شیدا و فدائے قادیاں
زندہ باد اے سرفروشانِ رضائے قادیاں
دیکھئے رنگِ شہیدانِ وفائے قادیاں
اور اے مختار حالِ ارتقائے قادیاں
ہیں کہ ہوں دیرینہ شیدا و فدائے قادیاں
صاف مثلِ آئینہ ہیں کوچہ ہائے قادیاں
تیر تے پھرتے ہیں اربابِ صفائے قادیاں
یہ عروس آراستہ ہے یا فضائے قادیاں
دل کھچے آتے ہیں سوئے دلربائے قادیاں
ہو رہے ہیں باغ باغ اہلِ وفائے قادیاں
سر بکف ہیں صف بہ صف اہلِ ولائے قادیاں
ہر طرف ہے موجزن بحرِ وفائے قادیاں
چاہیئے کچھ خاطرِ اہلِ صفائے قادیاں
شاد ہوں ہر شعر پہ اہلِ ذکائے قادیاں
چرخ سے ٹکرائے شورِ مرحبائے قادیاں
شورِ تحسین سے گونج اُٹھے سمائے قادیاں
وہ نگاہیں، جن میں جو مشتاقِ لقائے قادیاں
کس طرح نازاں نہ ہو صبحِ صفائے قادیاں
کیوں نہ اترائے نسیمِ جاں فزائے قادیاں
دل نہیں، سینے میں ہے بحرِ ثنائے قادیاں
یوں بسی ہے غنچۂ دل میں فضائے قادیاں
آپ ہیں ناآشنا میں آشنائے قادیاں
میں نے لوٹی ہے بہارِ جاں فزائے قادیاں
اے جزاک اللہ صہبائے ولائے قادیاں
ابتدا سے دیکھتا ہوں انتہائے قادیاں
کیوں نہیں پھر مجھ کو عشق کو چہائے قادیاں
اور ہلکی سی کوئی موج اے صہبائے قادیاں
ایک چھینٹا اور اے ابرِ سخائے قادیاں
بارہا میں نے سنے ہیں نغمہ ہائے قادیاں
میں نے نظروں سے چنے ہیں میوہ ہائے قادیاں
لگ گئی ہے منہ سے صہبائے وفائے قادیاں

محتسب کہتے ہیں کس کو؟ اور کیسا احتساب
میں بھی دریا نوش ہوں پیالے جو دریا دل کو دے
حضرتِ واعظ سے کہنا ہے سرِ محشر مجھے
کر لئے ہیں کوثر و تسنیم پر قائم حقوق
موج میں آ آ کے اے مختار یہ کہتے ہیں موج
حضرتِ گوہر کو بھی مختار ہے اور اشتیاق
میری نظروں سے کوئی دیکھے ادائے قادیاں
ڈھونڈتی ہے میری نظروں کو بہارِ خلد بھی
کر گئی بے خود کسی کی اک نگاہ کیف ریز
حضرتِ واعظ اِدھر محوِ لغاتِ نو بنو
کیوں نہ ہو موجِ تبسّم میرے ہونٹوں پر نثار
کیوں نہ آ جائے ہنسی واعظ کی قیل و قال پر
اب کہاں وہ چاند میں بڑھیا کا چرخا کاتنا
کب تک انبارِ خس و خاشاکِ اقوالِ رجال
دورِ موجودہ ہے دورِ حکمِ قرآن و حدیث
ظلمتِ تکفیر کے اڑتے ہیں رہ رہ کر دھوئیں
بس یہ ہے واعظ کے طومارِ ملامت کا جواب
یہ خوارق یہ نشانِ صدق یہ تائیدِ رب
مستِ ادب، سرمستِ مظہر، روحِ بسمل وجد میں
پھر چلا خامہ قصیدے کی طرف غزلوں کے بعد
مژدہ باد اے اہلِ تسلیم و رضائے قادیاں
تشنہ کامانِ محبت کوئی دم کی بات ہے
ساقیٔ دریا دل آیا چاہتا ہے سوئے بزم
اے طلب گارانِ حسنِ جاں فزا بشریٰ لکم
وہ صدائے سازِ دل پھیلی وہ عالم گونج اٹھا
وہ بھیٹی لَو، وہ ہُوا تڑکا، وہ نکلا آفتاب
دیکھ لی شانِ جنابِ حق تعالیٰ شانہٗ
یہ عروج اللہ اکبر، یہ صفائے قادیاں
عرش سے تا فرش پھیلا ہے یہ نورِ دل فروز
یہ زمینِ قادیاں ہے یا سپہرِ پُر ضیاء
شاہدِ گردوں نے اُلٹی ہے نقابِ زرنگار
آسمانِ حسن پر یہ کوندتی ہے برقِ طور
پھر رہی ہے ساری نظروں میں وہ چشمِ نیم باز
لُٹ رہی ہے دولتِ حسن و جمالِ دل نواز
بحرِ دل میں اُٹھ رہی ہیں پیہم امواجِ سرور

میرے ساقی اور صہبائے ولائے قادیاں
خم کے خم دے بادہ فرحت فزائے قادیاں
میرے حضرت ایسے ہوتے ہیں فدائے قادیاں
پی چکا ہوں بادۂ نابِ وفائے قادیاں
اور اک موج اور اے بحرِ ثنائے قادیاں
پھر چہک اے عندلیب خوش نوائے قادیاں
مجھ سے پوچھے کوئی مجھ سے ماجرائے قادیاں
واہ رے نظارۂ حسنِ فضائے قادیاں
بے پئے ہی جھک گئے اہلِ وفائے قادیاں
اور اِدھر ہیں مستِ صہبائے ثنائے قادیاں
گدگداتا ہے مجھے شوقِ ثنائے قادیاں
دیکھتا ہوں رنگ و اندازِ ہوائے قادیاں
دُور تک جانے لگے ہیں نغمہائے قادیاں
اور ہی کچھ کہہ رہی ہے اب ہوائے قادیاں
اب یہی آثار ہیں زیرِ سمائے قادیاں
پھیلتی جاتی ہے عالم میں ضیائے قادیاں
دیکھ لے ظالم ذرا سوئے سمائے قادیاں
اور یہ انکارِ شانِ مقتدائے قادیاں.
کیوں نہ ہو مختار ہے محوِ ثنائے قادیاں
کروٹیں لیتا ہے دریائے ثنائے قادیاں
اب ہُوا نظارۂ رونق فزائے قادیاں
اب چلا دورِ مئے لطف و عطائے قادیاں
اب چھلکے بادہ گسارانِ ولائے قادیاں
اب ہُوا رونق فزا ماہ ہدائے قادیاں
وہ ہوئے گرمِ ترنم خوش نوائے قادیاں
وہ اٹھا پردہ، وہ آیا دلربائے قادیاں
اور ہی کچھ بن گئے ارض و سمائے قادیاں
برق کو دھوکا ہے "میں ہوں یا ضیائے قادیاں"
یا گلے ملتے ہیں آج ارض و سمائے قادیاں
چودھویں کا چاند ہے یا دلربائے قادیاں
یا ہے نور افشاں رُخِ یوسف لقائے قادیاں
یا تبسم ہے نثارِ خوش ادائے قادیاں
دَور میں ہے جامِ صہبائے ولائے قادیاں
گرم ہے ہنگامۂ لطف و عطائے قادیاں
بن گئے جوشِ مجسّم آشنائے قادیاں

۱؎ قاضی ظہور الدین صاحب اکمل۔ ۲؎ سید صادق حسین صاحب اٹاوی ؛

۱؎ خادم المسیح سید مہدی حسین صاحب موج ۲؎ خان ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر ۳؎ حاجی عبدالقدیر صاحب ادب شاہجہانپوری ۴؎ مولوی محمد احمد صاحب مظہر کپورتھلہ ۵؎ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بسمل۔

نخلِ گُل فرطِ مسرت نے شگفتہ کر دیا
للہ الحمد اے فدایانِ ادائے قادیاں
پھر وہی منظر ہے فردوسِ نگاہ حق شناس
پھر انہیں افضال کا مورد بنا ہوئے زمیں
پھر وہی بحرِ زمرد ہر طرف ہے موج زن
پھر وہی صحن چمن ہے پھر وہی فصلِ بہار
پھر مہک اٹھی فضائے بوستانِ آرزو
پھر وہی ہے لطفِ سامانِ نشاط و انبساط
پھر وہی گل ریزیاں ہیں پھر وہی کیف و سرور
پھر وہی جوشِ طرب ہے پھر وہی شوقِ طلب
پھر وہی گل ہے، وہی بلبل، وہی راز و نیاز
پھر وہی محفل، وہی ساقی، وہی مستِ الست
گونج اٹھی ہے فضا، شورِ مبارک باد سے
بارک اللہ آگیا فرماں روائے قادیاں
آگیا نجم الہدیٰ، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ
آگیا وہ جس کی آمد کے لئے بیتاب تھے
ناز ہے مختار اس بختِ رسا پر ناز ہے
السّلام اے زینتِ حسن و ضیائے قادیاں
السّلام اے گوہرِ دُرجِ صفا و اصطفار
السّلام اے ماہِ تابانِ کمالات السّلام
السّلام اے نخلِ بندِ باغِ اسلام السّلام
السّلام اے عاشقِ دینِ محمد مصطفٰے
السّلام اے نورِ عینِ مہدیِ دیں السّلام
السّلام اے سیّد و مولائے مختار السّلام
مدحِ حاضر میں اب ایسا مطلعِ روشن پڑھوں
تو ہُوا رخشاں جو اے مہرِ ہدائے قادیاں
اے امیر المومنین! اے ہادیِ دینِ متین!
اے دُرِ تابندۂ دریائے عرفان و یقین!
اے حقیقت آشنا و حق شناس و حق نما!
اے اولوالعزم، اے بشیر الدین، اے فضلِ عمر!
مصدرِ لطف و کرم، سرچشمۂ علم و حِکَم
رہنمائے گم رہاں، آرامِ جانِ طالباں
مخزنِ رازِ شریعت، مہبطِ انوارِ حق،
عالمِ رازِ نہاں، تاجِ سرِ دانشوراں
بزم آرائے ہدیٰ، سرخیلِ اربابِ صفا
موجبِ آرائشِ باغِ محمد مصطفٰے

محوِ شکرِ حق ہیں اربابِ صفائے قادیاں
پھر نظر افروز ہے حسنِ فضائے قادیاں
شکر للہ رنگ لائی پھر دعائے قادیاں
پھر وہی عالم ہُوا زیرِ سمائے قادیاں
پھر وہی لعل و گہر زیبِ فضائے قادیاں
پھر وہی جوشِ نموئے غنچہائے قادیاں
پھر ہوئی عنبر فشاں موجِ ہوائے قادیاں
پھر وہی اندازِ جشنِ دل کشائے قادیاں
پھر وہی نغمے وہی لطفِ نوائے قادیاں
پھر وہی اندازِ حسنِ جاں فزائے قادیاں
پھر وہی کیفِ بہارِ دل کشائے قادیاں
پھر وہی دَورِ مئے فرحت فزائے قادیاں
جا رہے ہیں عرش تک یہ نعرہائے قادیاں
بارک اللہ آگیا راحت فزائے قادیاں
آگیا نورِ رخِ صبح و مسائے قادیاں
بادشائے قادیاں صبر آزمائے قادیاں
گیا
ل وقتِ سلامِ رہنمائے قادیاں
السّلام اے رونقِ شانِ صفائے قادیان
السّلام اے جوہرِ کانِ وفائے قادیاں
السّلام اے مہرِ رخشانِ ہدائے قادیاں
السّلام اے رہنماو پیشوائے قادیاں
السّلام اے جانشینِ مقتدائے قادیاں
السّلام اے یادگارِ میرزائے قادیاں
السّلام اے سرورِ ہر بادشائے قادیاں
نور ہو لفظوں میں معنی ہیں ضیائے قادیاں
شرق سے تا غرب جا پہنچی ضیائے قادیاں
اے رئیس المتقین! اے پیشوائے قادیاں!
اے گُلِ رعنائے باغِ اتقائے قادیاں!
اے سبق آموزِ تسلیم و رضائے قادیاں!
میرزا محمود احمد رہنمائے قادیاں!
منبعِ فیضِ اتم، کانِ صفائے قادیاں!
مرہمِ دل خستگاں، راحت فزائے قادیاں
معدنِ رمزِ طریقت، رہنمائے قادیاں
پیشوائے عارفاں، شاہِ ہدائے قادیاں
تاجدارِ اتقا، فرماں روائے قادیاں
نخلِ بندِ گلشنِ مہر و وفائے قادیاں

مسند آرائے سر پرستِ ختم الرسل
مظہرِ شانِ جنابِ حق تعالےٰ شانہٗ
تجھ کو خالق نے بنایا اپنے فضل و رحم سے
ہر تنِ بے جان میں تو نے پھونکدی روحِ حیات
تیرے فیضِ روح افزا سے تصاویر رنگی
یہ اُمنگیں یہ ترنگیں یہ وفورِ ذوق و شوق
آج تو ڈھونڈے کہیں بھی ملتا نہیں ان کا مزاج
کاروبارِ صادقاں ہرگز نہ ماند ناتمام
دھوم ہے آفاق پر تیری اولوالعزمی کی دھوم
فتح نے تیرے قدم چومے ہیں ہر میدان میں
دنگ ہیں انسان تیرے کارنامے دیکھ کر
خوب ہی اونچا کیا دنیا میں نام اسلام کا
فکل و ماہِ نیم ماہ و مثلِ مہرِ نیم روز
سر اٹھایا جس نے تیرے آگے اوندھے منہ گرا
سر کئے ہیں تو نے ایسے ایسے مشکل معرکے
تیرے منہ سے لفظ جو نکلا وہ پورا ہو گیا
کیسی اس کے پاؤں کے نیچے سے نکلی ہر زمیں
تیرے آگے جو پہاڑ آیا دھواں بنکر اڑا
گر پڑے وہ منہ کے بل تیرے سہام اللیل سے
کون ہے تیرے سوائے میرے آقا کون ہے
کس کو حاصل ہے یہ عظمت یہ تقدس یہ وقار
کس کو یارائے تکلم کس کو تابِ دم زدن
لافتیٰ اِلّا علی لا سیف اِلّا ذوالفقار
ماہِ برجِ فضل و لطف و حسنِ احسانِ اتم
ہر طرف جاری ہیں تیری ذاتِ عالی کے فیوض
تیری صورت تک رہے ہیں تشنہ کامانِ فراق
تو ہی اے ملجا و ماوائے من و مولائے سخن
اور میں اک جوہری دُرِّ تابانِ سخن
بہرِ نذرِ شاہِ دیں کیا پیش کر سکتا تھا آج
اس لئے لایا ہوں یہ سلکِ درِ شہوارِ نظم
قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری
ختم تک پہنچا قصیدہ اب دعا کا وقت ہے
اے خدا بہرِ محمد مصطفٰے ختم الرسل
میرے آقا کو عطا فرما اقبال و وقار
مدتوں تک تو سلامت باکرامت رکھ اسے
ہو مبارک اس کو پچیس سالہ جوبلی

رونق افزائے رخِ صدق و صفائے قادیاں
سیّد الآفاق، خورشیدِ ہدائے قادیاں
حسن و احساں میں نظیرِ میرزائے قادیاں
از سرِ نو جی اُٹھے اہلِ وفائے قادیاں
بن گئی ہیں طائرانِ خوش نوائے قادیاں
یہ ہجومِ عاشقانِ بادشائے قادیاں
کتنے اونچے اڑ رہے ہیں یہ ہمائے قادیاں
دیکھ لیں نا آشنا و آشنائے قادیاں
تو نے پہنچا دی ہے عالم میں صدائے قادیاں
تیرے ہاتھوں سے ہُوا اونچا لوائے قادیاں
تو نے پیدا کی عجب عظمت برائے قادیاں
واہ اے ابن المسیح اے رہنمائے قادیاں
رات دن پھیلا رہا ہے تو ضیائے قادیاں
کوئی بیرونی ہو یا وہ ناسزائے قادیاں
دنگ ہیں نا آشنا کیا آشنائے قادیاں
خواہ اعدا کے لئے ہو یا برائے قادیاں
جس نے کی ترچھی نظر سوئے سمائے قادیاں
جہل کی ظلمت مٹی پھیلی ضیائے قادیاں
بد ارادے سے جو اُٹھے تھے برائے قادیان
موجبِ اظہارِ شانِ ارتقائے قادیاں
کس میں ہے شانِ کمالِ پیشوائے قادیاں
جب گل افشاں ہو لبِ معجز نمائے قادیاں
نیست امامِ وقت لیکن رہنمائے قادیاں
آفتابِ مطلعِ صدق و صفائے قادیاں
تو ہے عینِ جود و دریائے سخائے قادیاں
ایک جامِ بادۂ مہر و ولائے قادیاں
عدل پرور دادگر شاہِ ہدائے قادیاں
سر بسر محتاجِ انوارِ سمائے قادیاں
ایک دل از دستِ دادہ اک گدائے قادیاں
جو ہے قدرے مظہرِ حسنِ ضیائے قادیاں
اک نگاہِ لطف اے فرماں روائے قادیان
ہاں ذرا آمین اے اہلِ وفائے قادیاں
جن کے نورِ فیض سے ہے یہ ضیائے قادیاں
جس کے خواہاں تھے جنابِ مقتدائے قادیاں
مدتوں تک رہنما ہو رہ نمائے قادیاں
اور ان سب کو بھی جو ہیں بادشائے قادیاں

۲۵ فیصدی کمی

بے نظیر رعایت

تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے جاری شدہ

ویدک یونانی دواخانہ قادیان کی مستند اور مجرب ادویات

میں

عظیم الشان رعایت

ویدک یونانی دواخانہ تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے قائم ہے۔ ان تمام احباب کے فائدے کے لئے جو تحریک جدید سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم نے پہلی بار سالانہ جلسہ کی مبارک تقریب پر اس دواخانہ کی زود اثر اور سریع التاثیر ادویات کی قیمت میں حیرت انگیز کمی کر دی ہے۔ تاکہ یہ ادویات ہر گھر تک بآسانی پہنچ سکیں۔ اور لوگوں کو اس کی سریع التاثیری کا علم ہو سکے ؛

یہ رعایت یکم دسمبر ۱۹۴۰ء مطابق یکم فتح ۱۳۱۹ ہش سے لے کر ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء مطابق ۳۱ فتح ۱۳۱۹ ہش تک رہیگی۔ اس عرصہ میں ہر دوائی قیمت میں ¼ یعنی

پچیس فیصدی رعایت ہوگی

امید ہے۔ کہ کوئی گھر اور خاندان اس موقع سے فائدہ اٹھانے سے خالی نہیں رہے گا۔

اہم نوٹ

اگر آپ خدانخواستہ کسی وجہ سے سالانہ جلسہ پر نہ پہنچ سکیں۔ تو ۳۱ دسمبر ۱۹۴۰ء تک ڈاکخانہ میں پوسٹ ہونے والے آرڈروں کی تعمیل ۲۵ فیصدی رعایت کے ساتھ کر دی جائے گی ؛

دواخانہ کے قیمتی تحائف کی فہرست

لبوب کبیر

یہ لبوب طب یونانی کے مایہ ناز مرکبات میں سے ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ ہے۔ اعصاب کو طاقت بخشتا ہے۔ گردوں کو مضبوط کرتا، خون بکثرت پیدا کرتا اور بدن کو فربہ بناتا ہے۔ یہ لبوب دماغی کام کرنے والوں کے لئے تقویت دماغ کی ایک لاثانی دوا ہے۔ تو ضعف باہ کے مریضوں کے لئے ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ اور ضعیف العمر حضرات کی عصبی شکایات دور کرنے میں یہ یقیناً اعصاب بیری ہے۔ الغرض قابل قدر اور مشک عنبر زعفران، ورق طلاء وغیرہ کی قسم کے قیمتی اجزا کا خاص اہتمام سے تیار کیا ہوا مرکب ہے۔ ہر عمر کے دوست استعمال کر سکتے ہیں۔ اصلی قیمت (دس تولہ) دو روپے آٹھ آنے۔ رعایتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے ؛

حب جواہرات عنبری

یہ گولیاں معدہ۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ گردوں کی اصلاح اور طاقت نیز عام جسمانی کمزوری کے لئے کرشمہ تاثیر ہیں۔ ان کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب۔ صورت میں تبدیلی۔ جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کر دے گا۔ کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوگی۔ اور تمام اعضاء رئیسہ میں حیرت انگیز قوت آجائیگی اور آپ نوجوان بن کر زندگی کا لطف اٹھا سکیں گے۔ حب جواہرات عنبری ہر ٹانک سے افضل ہے۔ کیونکہ دیرپا اور مستقل اثر رکھتی ہے۔ عورت و مرد دونوں کیلئے مفید ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت دیکر اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کر کے نئی زندگی بخشتی ہے۔ اصل قیمت (چالیس گولی) پانچ روپے رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے ؛

مقوی کبیر

معمر اور سن رسیدہ لوگوں کیلئے خوشخبری

یہ دوا صرف ضعیف العمر اور کھوئی ہوئی طاقتوں والے حضرات کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ سست اور بے کار اعصاب میں برقی رو کی طرح اثر کرتی ہے۔ بیش قیمت اور نادر ادویہ سے مرکب ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ بلغمی مزاج والوں کے لئے خصوصیت سے مفید ہے۔ اس سے گردوں کو حرارت اور قوت پہنچتی ہے۔ مادہ تولید بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اصلی قیمت (چالیس خوراک) چار روپے رعایتی قیمت تین روپے ؛

قرص ذکاوت

یہ ٹکیاں مرض جریان جیسی خطرناک بیماری کے لئے نہایت مفید ہیں۔ اس مہلک مرض میں جوہر حیات خود بخود فنا ہوتا رہتا ہے۔ اور اس مرض کے عوارضات مثلاً کمر میں درد۔ سر میں چکر۔ اعضاء میں کاہلی۔ حافظہ کی کمزوری اور ہضم کے نقائص بندریج خطرناک نتائج کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ جریان و احتلام جیسے موذی امراض کا شکار ہیں۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ ہمارے قرص ذکاوت استعمال فرمائیں۔ مذکورہ بالا تمام شکایات اس سے بہت جلد دور ہو جائینگی اصل قیمت فی شیشی دو روپے۔ رعایتی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ؛

زدجام عشق

ہمارے دواخانہ میں یہ مشہور و معروف نہایت احتیاط سے تیار کیا جاتا ہے۔ تمام اجزا نہایت عمدہ اور خالص ڈالے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ تجربہ شرط ہے۔ یہ گولیاں خصوصیت سے تقویت باہ یعنی مردانہ طاقت کے لئے بے نظیر ہیں۔ نہایت درجہ مقوی ہونیکے علاوہ قوت امساک کو بھی بڑھاتی ہیں۔ نہ صرف بڑھاپے میں بلکہ جوانی میں بھی صد درجہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اصل قیمت (چالیس گولی) پانچ روپے۔ رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے ؛

طلاء شاہی

پوشیدہ نقائص کی اصلاح کے لئے اس کے نتائج بہت ہی کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ تجربہ شرط ہے۔ اصل قیمت (۲ ماشہ) دو روپے آٹھ آنے۔ رعایتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے ؛

مستورات کیلئے تریاق ماہواری

اگر ایام ماہواری وقت پر نہیں ہوتے یا کم مقدار میں اور تکلیف سے ہوتے ہیں۔ دل گھبراتا۔ ہاتھ اور پاؤں سے آگ نکلتی ہے۔ قبض کی شکایت اور ہر وقت پڑے رہنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ کمر۔ پیڑو۔ اور پنڈلیوں میں اینٹھن رہتی ہے کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ غرضیکہ ان جملہ عوارضات میں تریاق ماہواری اکسیری و حکمی دوا ہے۔ اس کے خواص کا مقابلہ طب جدید کی کوئی دوا نہیں کر سکتی۔ اس سے ایام ماہواری بافراغت اور وقت پر ہونے لگتے ہیں۔ اصل قیمت (۳۲ خوراک) ایک روپیہ چار آنے۔ رعایتی قیمت پندرہ آنے ؛

اکسیر سیلان

یہ دوا مستورات کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ سیلان الرحم اور ایام ماہواری کی کثرت کو دور کرنے میں نہایت ہی فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ یہ امراض اس دوا سے بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔ اور رحم کی کمزوری باقی نہیں رہتی۔ اصل قیمت (چالیس خوراک) ایک روپیہ چار آنے۔ رعایتی قیمت پندرہ آنے ؛

روغن نسوان

یہ روغن رحم کی تمام خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ سیلان الرحم۔ کمی حیض۔ حیض کا تکلیف سے آنا

سرمہ بے نظیر کی پانچ سو شیشیاں مفت

سرمہ بے نظیر کی دیگر سرموں پر **افضلیت** ثابت کرنے کے لئے ویدک یونانی دواخانہ **کی کوئی بھی دوائی خواہ کسی قیمت کی ہی کیوں نہ ہو کے خریدار کو ایک شیشی** (غربا اور مستحق حضرات کے لئے یہ شرط بھی نہیں) سرمہ بے نظیر کی **مفت** بطور نمونہ پیش کی جائے گی۔ یہ سرمہ کم از کم ایک ماہ کی مسلسل محنت سے تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے باقاعدہ استعمال سے آنکھیں انشاء اللہ ہمیشہ تندرست رہیں گی۔ یہ سرمہ تمام امراض چشم کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً ککروں کے لئے نایاب تحفہ ہے تجربہ کر کے دیکھئے۔ اصل قیمت دو روپیہ تولہ ۔ رعایتی ڈیڑھ روپیہ تولہ ؛

تازہ ترین سرٹیفکیٹ

جناب میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے۔ سی پنشنر تحریر فرماتے ہیں

میں نے ویدک یونانی دواخانہ کی ادویات کو اکثر استعمال کیا ہے۔ اس لئے میں اپنے تجربہ کی بنا پر نہایت وثوق سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں۔ کہ دواخانہ میں ادویات **نہایت توجہ اور محنت** سے تیار کی جاتی ہیں۔ اور ان کے اجزاء بالکل **درست** اور **صحیح نہایت احتیاط** سے شامل کئے جاتے ہیں۔ جن پر ایک **لائق طبیب** کی نگرانی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ادویات سریع التاثیر اور نفع مند ثابت ہوتی ہیں۔ خاص طور پر میں نے دواخانہ کی تیار کردہ **لبوب کبیر** اور **حب جواہرات عنبری** اور **جوارش جالینوس** کو استعمال کیا ہے۔ میں نہایت خوشی سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ یہ ادویات **بہت ہی مفید** اور **زود اثر ثابت** ہوئی ہیں۔ اپنے دوستوں اور احباب کو یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ ان ادویات کو استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں ۔ فقط مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء

خاکسار

محمد شریف ای۔ اے۔ سی پنشنر سکنہ حال قادیان

درم رحم۔ **اختناق الرحم** وغیرہ سب حالتوں میں **تریاق ماہواری** اور **اکسیر سیلان** کے ساتھ استعمال کرنے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ خوبی یہ ہے۔ کہ دائی کی بھی ضرورت نہیں۔ روئی کا ٹکڑا اس میں تر کر کے خود ہی اندازے سے رکھ لیا جاتا ہے۔ اور دوا خود بخود پھیل کر اپنا کام کر لیتی ہے۔ اصل قیمت پانچ تولہ ایک روپیہ ؏ ؛
رعایتی قیمت بارہ آنے ۱۲؍ ؛

جی کو

یہ دوا جگر اور تلی کی تمام بیماریوں کے لئے مخصوص ہے ضعف ہضم۔ دائمی قبض۔ بھوک کی کمی۔ نفخ شکم وغیرہ کی قسم کی جملہ شکایات اس دوا کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہیں۔ جن بچوں کا جگر یا تلی بڑھی ہوئی ہو۔ ان کے لئے یہ دوا بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے ؛
اصل قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی قیمت بارہ آنے ؛

شربت فولاد

یہ شربت بھوک لگاتا۔ غذا کو ہضم کرنا اور خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ بخاروں اور دیگر بیماریوں کے مابعد کمزوری اور کمی خون کی حالت میں اس کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ اس سے کریات حمراء (R.B.C) کی پیدائش غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے۔ غرضیکہ خون بڑھانے کے لئے ایک ایک نایاب تحفہ ہے۔ اصل قیمت ایک روپیہ
رعایتی قیمت بارہ آنے ؛

گرائپ جوس

بچے عموماً مختلف قسم کی شکایات مثلاً بدہضمی قبض یا دست اور پیاس نیز آشوب چشم وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں اور دن بدن دبلے اور کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ جگر معدہ اور تلی ٹھیک طور پر کام نہیں کرتے۔ ان تمام حالات میں گرائپ جوس بچوں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ چند خوراکوں میں ہی نمایاں فائدہ ہوتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کے زمانہ میں اس کا استعمال غیر معمولی طور پر مفید ثابت ہوا ہے۔
اصل قیمت دس آنے۔ رعایتی قیمت سات آنے

سنون پائیوریا

یہ منجن دانتوں سے خون اور پیپ آنے کی شکایت کو دور کرنے کے علاوہ انہیں موتیوں کی طرح صاف چمکدار اور خوشنما بناتا ہے۔ منہ سے بدبو آنے یعنی گندہ دہنی میں بہترین فائدہ کرتا ہے۔ عام بازاری منجنوں سے اس لئے بھی ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طبی مشورہ کرنے والوں کے لئے ضروری اعلان

بعض دوست ایام جلسہ سالانہ میں اپنے **مخصوص و مزمن امراض** کے متعلق تفصیلی حالات بتا کر (جن کا بیان کرنا اکثر حالات میں واقعی ضروری ہوتا ہے) تشخیص و علاج کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ایسے ضرورت مند احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ وقت کی قلت اور کام کی زیادتی کے باعث ان ایام میں پوری توجہ نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں اس وقت ان کے مناسب حال دوا کا تیار کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے بہت بہتر ہوگا۔ کہ دوست قبل ازیں اپنے حالات سے آگاہ فرما دیں تا صحیح معنوں میں ان کی خدمت ہو سکے۔ اور اگر کسی خاص دوا کی ضرورت ہو۔ تو وہ پہلے ہی تیار کروا لی جاوے۔ اور اس وقت ذاتی معائنہ کی روشنی میں مناسب ترمیم کے بعد دوا دے دی جائے۔ اسی طرح جو دوست کوئی خاص مرکب تیار کرانا چاہیں۔ تو وہ بھی مطلع فرمائیں تا اس وقت کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ ایسے احباب زیادہ سے زیادہ ۲۰ دسمبر تک اپنے خطوط بھیج دیں۔

خاکسار:۔ (حکیم) ایم۔ اے۔ قریشی۔ ڈی۔ ایم۔ ایس۔ انچارج طبیب ویدک یونانی دواخانہ قادیان

خط و کتابت کیلئے صرف "ویدک یونانی دواخانہ قادیان" یاد رکھیں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ایک نایاب قلمی تحریر کا عکس

اور

صاحبزادہ میرزا خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

الحکم جوبلی نمبر میں میں نے ہفت گوہر کے نام سے ایک نایاب قلمی مضمون جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لکھا ہوا تھا شائع کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی طرف سے ایک نوٹ شائع کیا تھا۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلمی تحریر کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ساری تحریر کا عکس دے دیا جائے گا۔ مگر اس میں وہ نشان پیدا نہیں ہوتی جو اصل تحریر میں ہوتی ہے اس لئے بطور نمونہ چند سطریں دے رہا ہوں۔ اور ساتھ ہی ایک تحریک پیش کرتا ہوں۔ جو قابل توجہ احباب ہے۔ میرا خیال یہ ہے۔ اگر ایک سو دوست ایک ایک روپیہ پیشگی مجھے دیدیں۔ تو میں ایک سو روپیہ کی لاگت سے اس مضمون کے فوٹو بلاک بنا کر ہر ایک معطی کو ایک ایک کاپی ارسال کر دوں گا اور اس طرح یہ قیمتی خزانہ نہ صرف محفوظ ہو جائیگا بلکہ گھر گھر پہنچ جائے گا۔ امید ہے۔ احباب میری اس تجویز سے اتفاق فرمائیں گے"

الحکم جوبلی نمبر سینکڑوں نہیں ہزارہا احباب کی نظر سے گذرا۔ ان میں سے بہت سے ایسے بھی تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حقیقی عشق رکھتے ہیں۔ مگر سب نے میرے اس اعلان کو پڑھا اور نظر انداز کر دیا۔ ان سب پڑھنے والوں میں سے صرف اور صرف ایک بزرگ مجھے ملے۔ اللہ تعالےٰ ان پر بڑی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ وہ

حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

مرحوم و مغفور تھے۔ ایک دفعہ جمعہ کی نماز پڑھکر میں مسجد سے نکل رہا تھا۔ مولوی صاحب بڑی تیزی سے میری طرف آئے۔ اور مجھ سے مصافحہ کر کے میرے ہاتھ میں ایک روپیہ کا نوٹ دیدیا۔ اور فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کی اشاعت کے لئے میرا نام لکھ لیں۔ اور یہ کہکر مولوی صاحب تیزی سے تشریف لے گئے۔ یہ واقع مولوی صاحب مرحوم کے اس عشق کے اظہار کے لئے بالکل کافی ہے۔ جو ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے تھا۔

مولوی صاحب کے بعد مجھے کسی نے اس تحریک کی اشاعت کے لئے کچھ نہ دیا۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ میری آواز

صدا بصحرا ہو گئی

لیکن ۲۷ نومبر ۱۹۴۰ء کو میرے پاس صاحبزادہ میرزا خلیل احمد صاحب کی ایک تحریر پہنچی۔ جسے میں بجنسہ یہاں درج کر دیتا ہوں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود

جناب شیخ صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے الحکم جوبلی نمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مضمون کا کچھ اقتباس شائع کیا تھا۔ اور اس کے اوپر ایک اعلان بھی تھا۔ اس سے پہلے میں نے یہ اعلان نہیں پڑھا تھا۔ تقریباً چار پانچ دن ہوئے۔ میری نظر وہاں پڑ گئی۔ اس کے بعد میں نے شروع سے آخر تک جوبلی نمبر پڑھا۔ اور میں نے اس مضمون کے لئے کچھ خریدار بنا بھی لئے ہیں۔ کچھ دنوں تک آپ کے پاس ان کے نام اور روپے انشاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائیں گے۔

میں بھی ایک کاپی کا خریدار بنتا ہوں

میرا نام بھی براہ مہربانی درج کر لیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ کہ کافی خریدار پیدا ہو جائیں۔ اور ہمارے امام کی یہ پیاری تحریر محفوظ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہو۔

والسلام

خاکسار میرزا خلیل احمد

نوٹ:۔ کیا آپ کے پاس کچھ نام پہنچ چکے ہیں یا نہیں؟

میرزا خلیل احمد ۲۷/۱۱/۴۰

صاحبزادہ میرزا خلیل احمد صاحب نے جس محبت اور جس اخلاص کا اظہار اس تحریر کے لئے کیا ہے۔ وہ ان کا ہی حق ہے۔ وہ گلشن احمد کے ایک نونہال اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لخت جگر ہیں۔ اگر ان کو ایسی چیزوں کی اشاعت کی طرف توجہ نہ ہو تو اور کس کو ہو سکتی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کو علم سے بڑی محبت ہے۔ وہ باوجود کم عمری کے اکثر مطالعہ کرتے ہیں۔ اور ذاتی لائبریری جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ سیاسی اور علمی معاملات پر وہ اس چھوٹی عمر میں اچھے مضامین لکھتے ہیں۔ ان کی اس تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح اس گھر کے بچوں میں دینی امور کی روح سرایت کر گئی ہے۔ اور وہ اپنے قلب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی اشاعت کی تڑپ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور زندگی میں برکت دے۔

میرا خیال تھا۔ کہ صاحبزادہ صاحب کو شائد یہ وقتی جوش پیدا ہوا ہوگا۔ مگر کل ۷ ماہ فتح ۱۳۱۹ ہش کو جب ہم جمعہ پڑھکر آئے۔ اور میں اپنے دفتر میں دروازہ بند کر کے کچھ لکھ رہا تھا۔ کہ کسی نے زور سے دستک دی۔ میں نے دروازہ کھولا۔ تو مولانا علی احمد صاحب ایم۔ اے سابق پروفیسر بھاگلپوری جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے داماد میاں عبدالرحیم صاحب ایم۔ اے کے والد بزرگوار تھے انہوں نے مجھے دو روپے نکال کر یہ کہتے ہوئے دیئے کہ کراچی سے میاں عبدالرحیم صاحب نے مجھے لکھا ہے۔ کہ میں ہفت گوہر کی اشاعت کے لئے ایک روپیہ ان کی طرف سے اور ایک انکی بیگم صاحبہ کی طرف سے دیدوں۔ ان کو یہاں سے کوئی تحریک ہوئی ہے۔ میں نے فوراً سمجھ لیا۔ کہ یہ میاں خلیل احمد صاحب کی ہی تحریک کا نتیجہ ہے۔ ان دو روپوں کے ملنے سے نہیں۔ بلکہ اس جذبہ کی وجہ سے جو صاحبزادہ صاحب نے اس تحریر کی اشاعت کے لئے ظاہر فرمایا۔ میرے دل میں ان کے لئے اور بھی جذبہ احترام پیدا ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا

کہ صاحبزادہ خلیل احمد زندہ باد

اب میں یہ تحریک صاحبزادہ میرزا خلیل احمد صاحب کی تحریک پر دوبارہ شایع کرتا ہوں۔ اور محبان مسیح سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریر کی اشاعت میں حصّہ لیں۔ اسوقت تک اس تحریک کی اشاعت کے لئے چار نام آ چکے ہیں۔

(۱) حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور۔

(۲) صاحبزادہ میرزا خلیل احمد صاحب۔

(۳) میاں عبدالرحیم صاحب احمد ایم۔ اے

(۴) بیگم میاں عبدالرحیم صاحب

میری تحریک کے مطابق سو نام مجھے پیشگی روپے کے آنے چاہئیں۔ جن میں سے ۹۶ مزید ناموں کی ضرورت ہے اگر جلسہ سالانہ تک یہ نام پورے ہو جائیں۔ تو جنوری کے وسط میں یہ تحریر چھپ کر احباب تک پہنچا دی جائے گی۔ جن احباب کو اس تحریک میں حصّہ لینے کا موقعہ ملے گا۔ ان کے نام الحکم میں ساتھ ساتھ شایع ہوتے رہیں گے۔

(محمود احمد عرفانی)

الحکم اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب

حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت مسیح موعود کے پیارے دوستوں میں سے تھے۔ ان کو سلسلہ کی خدمت کا بڑھ چڑھکر حصّہ ملتا رہا ہے ان کو سلسلہ کے ایک سب سے پرانے اخبار بدر کی ایڈیٹری کا لمبا عرصہ موقع ملا ہے۔ بدر دوسرا اخبار تھا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بازو قرار دیا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کی طرف سے ذکر حبیب کے عنوان سے ایک مضمون طبع ہوا کرتا ہے۔ الفضل مورخہ ۶ نومبر ۱۹۴۰ء میں تحریر فرمایا:۔

"ایک لمبی خاموشی کے بعد اخبار الحکم کا ایک پرچہ شائع ہوا جس میں معرفت کی کئی ایک ایسی روحانی باتیں درج ہیں۔ جو اخبار کے سال بھر کے چندے سے بھی زیادہ قیمت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ صحت اقبال سنوی کے ساتھ لمبی عمر دے۔ حضرت عرفانی کبیر اور صغیر کو کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ کی باتیں یاد دلا دلا کر ایمانوں میں تازگی پیدا کرتے رہتے ہیں"

امید ہے۔ کہ حضرت مفتی صاحب کے یہ الفاظ کئی دل میں الحکم کے لئے تحریک پیدا کریں گے۔

وصیت ۵۵۴۷ میں خلیل محمد ولد نبی بخش قوم راجپوت پیشہ زرگر عمر تقریباً ۵۵ سال تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۰۲ء ساکن بنگہ ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۱ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش مطابق ۱۱ فروری ۱۹۴۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تقریباً پانچ روپے ماہوار ہے اوسطاً ہے۔ لہذا میں اسکے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتا ہوں۔ جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ ماہ بماہ باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا۔ نیز بوقت وفات اگر میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہو گی۔ والسلام ۔ گواہ شد:۔ جلال الدین امینی حال رخصتی کارکن محکمہ دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر ۱۱ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش ۱۱ فروری ۱۹۴۰ء ۔ العبد: خلیل محمد بقلم خود ۔ گواہ شد:۔ فضل الدین احمدی بنگوی عفی عنہ سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر ۱۱ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش ۱۱ فروری ۱۹۴۰ء